مومنین کرام کے لئے ایک لمحۂ فکریہ

نُصرۃُ المومنین

نثار عباس جہادی کی کتاب ''نہج السادات فی اکفاء البنات'' پر ایک تنقیدی نظر

سیّد الفت علی شاہ گردیزی

سببِ تالیف

مومن پر کوئی بھی حملہ ہو، خواہ اس کی جان پر یا اس کے مال پر یا اس کی عزت و ناموس پر، تو ایسی صورت میں دوسرے مومنین پر فرداً فرداً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اُن پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ وہ فوراً اُس کی مدد کو پہنچیں اور ہر ممکن طور پر اُس کا دفاع کریں۔ کچھ ایسی ہی صورتحال ہمیں بھی درپیش ہے کیونکہ لباسِ علمی میں ملبوس ایک صاحب جن کا نام سید نثار عباس جہادی ہے اور جو تنصیر منزل، 69 حسین روڈ، امامیہ کالونی، جی ٹی روڈ، شاہدرہ لاہور پاکستان کے رہائشی ہیں، انہوں نے حال ہی میں ایک کتاب ''نہج السادات فی اِکفاءِ البنات'' کے نام سے شائع کی ہے جس کا موضوع بظاہر عقد سیّدہ با غیرِ سید ہے اور جس کیلئے انہوں نے ۱۷۵ صفحات صرف کئے ہیں۔ لیکن اس مسئلے کی آڑ میں انہوں نے اُن مومنین کو جو غیرِ سادات ہیں، خوب خوب ذلیل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور ایسی ایسی خرافات لکھی ہیں جن کو پڑھکر دل خون کے آنسو روتا ہے حالانکہ نبیِ کریمؐ کا ارشاد ہے ''مومن کی عزت کعبے سے بڑھکر ہے''۔ اس کے باوجود جہادی صاحب نے غیرِ سید مومنین کے لئے ایسے ایسے کلمات لکھے ہیں جن کا ایک ہوشمند انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جو تمغے جو انہوں نے محبّانِ اہلبیت، جن کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ سادات گھرانے میں پیدا نہیں ہوئے، کو عطا فرمائے ہیں، اُن میں سے چند آپ کی خدمت میں نذر کئے جا رہے ہیں تا کہ آپ کو یہ

فیصلہ کرنے میں آسانی ہوسکے کہ کیا ایسے کلمات سن کر خاموش رہنا اور مومنین کا دفاع نہ کرنا دینی حمیّت و غیرت کے منافی ہے یا نہیں؟۔

- غیرِ سادات حتمی جہنمی ہیں۔
- غیرِ سادات اسلام وایمان سے ناآشنا ہیں۔
- غیرِ سادات حرامی انسل ہیں۔
- غیر سادات رذیل اور بدنسب ہیں۔
- غیر سادات تمثیلِ شیطان ہیں۔
- غیر سادات رذیل ابنِ ذلیل ہیں۔
- غیرِ سادات گھٹیا ترین مخلوق ہیں۔
- غیرِ سادات خبیث ہیں اور شجرِ خبیثہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
- حضرت عباس علمدارؑ سید نہیں ہیں (معاذ اللہ)۔

ان تمام امور پر گفتگو انشاءاللہ آنے والے صفحات میں کی جائے گی اور مکمل اور تفصیلی حوالے پیش کئے جائیں گے، اِس توقع کے ساتھ کہ آپ اپنے اللہ کو گواہ بنا کر یہ فیصلہ کرؔیں گے کہ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود خاموش بیٹھے رہنا کس قدر سنگین جرم ہوگا جو، بحمد اللہ، ہم سے سرزد نہیں ہوا جس کیلئے ہم بارگاہِ خداوندی میں سربسجود ہیں اور اُس کے اِس عظیم احسان پر اس کا شکر بجالاتے ہیں۔

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
سببِ تالیف	۱
فہرست	۳
نقاب کے پیچھے	۷
پہلا کام	۱۰
دوسرا کام	۱۲
تیسرا کام	۱۳
تعریفِ سیادت	۱۴
سید کی خودساختہ تعریف	۱۴
کفو	۱۷
نادان دوست	۱۲
دلائلِ کفو	۲۲
ذات پات کا نظام	۳۲
سادات، ملائکہ اور انبیاءؑ کے برابر ہیں	۳۵
سادات کی نوع الگ ہے	۳۷

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
سادات اولادِ آدمؑ نہیں ہیں	۳۸
پنجتنِ پاکؑ ذریّتِ آدمؑ ہیں	۳۹
آلِ محمدؐ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں	۴۰
سادات لائقِ سجدہ ہیں	۴۳
تمام سادات جنّتی ہیں	۴۴
برابریٔ معصومؑ	۴۷
ارادۃ اللہ، مشیت اللہ، قدرت اللہ	۴۷
سادات، آلِ محمدؐ اور اہلِ بیت ہیں	۴۸
آیۂ تطہیر کا مصداق سادات ہیں	۵۲
سادات آیۂ مودّت میں شامل ہیں	۵۵
سادات آیۂ درود میں شریک ہیں	۵۶
سادات سفینۂ نوحؑ ہیں	۵۷
صراط سے گزرنے کا پروانہ	۵۸
سادات کیطرف دیکھنا عبادت ہے	۵۸

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
جناب زہراءؑ اور معصومہ قمؑ برابر ہیں (العیاذ اًباللہ)	۵۹
وجودِ سادات ضروری ہے	۶۰
سادات اور قرآن ہم مرتبہ ہیں	۶۲
تمام سادات عالمِ قرآن اور وارثِ قرآن ہیں	۶۶
سادات کے بچوں کی ولادت مسجد میں ہو سکتی ہے	۶۷
سادات پر غسلِ جنابت واجب نہیں	۶۹
توہینِ مومن	۷۰
مراتبِ شیعہ	۷۱
غیر سادات جہنمی ہیں	۷۴
غیر سادات حرامی النصب ہیں	۷۷
اسلام وایمان سے نا آشنا	۷۷
غیر سادات تمثیلِ شیطان ہیں	۷۸
غیرِ سادات رذیل ابنِ ذلیل ہیں	۷۸
غیرِ سادات گھٹیا ترین مخلوق ہیں	۷۹

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
غیرِ سادات خبیث ہیں اور شجرۂ خبیثہ سے تعلق رکھتے ہیں	۷۹
دعوتِ فکر	۸۱

۷

نقاب کے پیچھے

تاریخ میں ایسے واقعات کثرت سے ملتے ہیں جن میں حق کی آڑ لے کر خود حق کو ہی نشانہ بنایا گیا ہے۔ آج بھی نماز کی آڑ لے کر اہلبیتؑ کی شان میں تقصیر کی جاتی ہے۔ حج کی آڑ میں زیارتِ قبرِ حسینؑ سے روکا جاتا ہے اور ایسی بہت سی مثالیں ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ ایسا ہی ایک مسئلہ سیّدزادی سے غیر سیّد مرد کے نکاح کا بھی ہے۔ یہ ایک ایسا واضح اور غیر مبہم مسئلہ ہے کہ اگر غیرِ معصوم جائز الخطاء مجتہدین کے فتوؤں سے جان چھڑا لی جائے تو اس مسئلے کو سمجھنے اور جاننے میں ایک منٹ بھی نہیں لگے گا کیونکہ اپنے نبیؐ کا ہر مسلمان احترام کرتا ہے اور انہی کی نسبت سے ان کی ذریّت کا بھی اکرام کرتا ہے اور بناتِ رسولؐ کو اپنی محکومہ بنانے کا کوئی غیرت مند مسلمان تصور تک نہیں کرتا۔ تاریخ میں بھی ایسی مثالیں شاذ ہی ملیں گی جب کسی امّتی نے کسی سیّد سے اُس کی بیٹی یا بہن کا رشتہ مانگنے کی جراءت کی ہو۔ اور اگر کبھی کوئی ایسی واردات ہوتی بھی ہے تو جتنا مجرم رشتہ مانگنے والا ہے، اس سے کہیں بڑا مجرم وہ بے غیرت سیّد ہے جو اپنے ناموس کو کسی امّتی کے حوالے کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا لہٰذا جب مذمّت کی جائے گی تو پہلے اُس بے حیا سیّد کی گرفت کی جائے گی، اس کے بعد ہی ہمیں اُس بے حمیت اور گستاخِ رسولؐ امّتی کو مطعون کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ جہادی صاحب بھی اگر اپنے موضوع سے مخلص ہوتے تو پہلے اُن خبیث سیّدوں کے گریبانوں پر ہاتھ ڈالتے

جو ایسے گھناؤنے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں، پھر امّتیوں کی شان میں جو چاہے قصیدے پڑھتے کیونکہ اس مسئلے کا تعلق شریعت سے تو بہر حال ہے ہی لیکن سب سے پہلے یہ غیرت وحمیت اور عزتِ رسولؐ کا معاملہ ہے۔لیکن جہادی صاحب نے دانستہ طور پر ایسا نہیں کیا بلکہ سادات سے تو چشم پوشی کی اور غیرِ سادات کو وہ تمام گالیاں دے ڈالیں جو انہیں یاد تھیں۔اس سلسلے میں انہوں نے یہ جرم کرنے والوں اور نہ کرنے والوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا اور نہ ہی مومن اور غیرِ مومن میں کوئی تمیز باقی رہنے دی بلکہ سبھی کی ماں بہن ایک کر ڈالی اور غالباً یہ اُن کی مجبوری تھی کیونکہ ایک تو وہ اپنی طبیعت کے اعتبار سے ایک فحش گو انسان ہیں، دوسرے یہ کہ چند لوگوں سے ان کی دیرینہ چپقلش چلی آ رہی تھی اور چپقلش بھی ایسی جس کا تعلق دین وایمان سے نہیں بلکہ پیشہ ورانہ رقابت سے ہے اور اپنے موضوع کو غنیمت جانتے ہوئے انہوں نے اپنی بندوق غیرِ سادات کے کاندھوں پر رکھی اور آنکھ بند کر کے اپنے دشمنوں پر فائر کھول دیا۔

دنیا کا کوئی بھی مسئلہ گالی گلوچ سے حل نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کیلئے انتہائی زیرکی اور دانشمندی کی ضرورت ہوا کرتی ہے کیونکہ بیک فائر کی صورت میں شدید نقصان کا امکان بہر حال موجود رہتا ہے لیکن جن حضرات نے جہادی صاحب کی کتاب کا مطالعہ فرمایا ہے وہ صاف پہچان لیں گے کہ اپنی کتاب کا جو موضوع جہادی صاحب نے قرار دیا ہے وہ ان کا ہدف ہے ہی نہیں بلکہ صرف اپنے اندر کے بخار کو باہر نکالنے کا

ایک بہانہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور ان کو واقعاً صرف اپنے موضوع کو ثابت کرنا مقصود ہوتا تو اس کام کیلئے انہیں ۱۷۵ صفحات کی ضرورت نہیں تھی۔ جہادی صاحب خمینی کے بہت بڑے عاشق ہیں لیکن اگر وہ اپنے موضوع سے مخلص ہوتے تو کبھی خمینی کے عشق میں گرفتار نہ ہوتے کیونکہ اُن کے مشوق نے عقدِ سیدزادی با غیرِ سید کو جائز قرار دیا ہوا ہے اور صرف یہی ایک بات جہادی صاحب کی بدنیتی کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔ اُن کے موضوع کا مقصد احترامِ سادات بحال کرانا تھا لیکن اُن کی اِس سعیِ نامشکور کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کے دلوں میں سادات کے خلاف نفرت پیدا ہونے لگی۔ آپ کسی کو ماں بہن کی گالیاں دیں اور پھر یہ توقع رکھیں کہ وہ آپ کی عزت بھی کرے گا؟۔ اب مختلف مقامات پر یہ حال ہے کہ الگ الگ پارٹیاں بن گئی ہیں۔ سادات امّتیوں پر لعنت بھیجتے ہیں اور امّتی سادات پر لعنت بھیجتے ہیں۔ فریقین کی مجالس و محافل بھی جدا جدا منعقد ہونے لگی ہیں۔ یہ اُن کی مجلسوں میں نہیں جاتے، وہ اِن کی محفلوں میں شرکت نہیں کرتے۔ غالباً یہی جہادی صاحب کا مقصد تھا جو پورا ہو گیا کیونکہ مومنین میں افتراق و انتشار پھیلانا جہادی صاحب کا محبوب مشغلہ ہے۔

جس موضوع پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے اس کے پیچھے ان کا اصل مقصد کیا ہے، اس کے بارے میں کچھ تو ہم نے عرض کر دیا اور کچھ ہم بعد میں عرض کریں گے لیکن اگر چند لمحوں کیلئے یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ واقعی اپنے مدعا کو ثابت کرنا چاہتے تھے تب بھی وہ اپنی کوشش میں سراسر ناکام رہے ہیں اور عقدِ سیدزادی با غیرِ سید کے سلسلے میں جو دلائل

انہوں نے دیئے ہیں وہ مکڑی کے جالے سے بھی کمزور تر ہیں۔ بہت سے مقامات پر انہوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں اور قدم قدم پر تضاد بیانی نے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔ پڑھنے والے کی سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ موصوف کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کیونکہ وہاں تو کچھ اور ہی ثابت ہورہا ہے۔ان کی عبارات پڑھکر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی شخص خود اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑیاں مار رہا ہو۔انہوں نے قرآنِ مجید کی ایسی ایسی آیات کو بھی دلیل بنالیا جن کا اس موضوع سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں۔اس طرح اکثر مقامات پر وہ تفسیر بالرائے کے مرتکب ہوئے ہیں اور آیاتِ قرآنی کے ایسے ایسے مطالب اخذ کئے ہیں جن کو پڑھکر ایک دینی طالبِ علم حیران وششدر رہ جاتا ہے۔ہم نے آئندہ صفحات میں ایسی چند مثالوں کی صرف جھلکیاں ہی پیش کی ہیں لیکن مکمل ادراک آپ کو اُس وقت ہوگا جب آپ خود اُس کتاب کا مطالعہ فرمائیں گے۔

کوئی بھی ذی شعور انسان جب ان کی کتاب کا بغور مطالعہ کرے گا تو یہ بات اس سے مخفی نہیں رہے گی کہ ان کا مقصد متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنے موضوع کو ثابت کرنا ہے ہی نہیں بلکہ اس کی آڑ لے کر وہ صرف تین کام کرنا چاہتے تھے۔

پہلا کام

پہلا کارنامہ جو انہوں نے سرانجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اہلبیتؑ اطہار کو بالکل

پس منظر میں دھکیل دیا ہے۔ جو بھی آیت یا حدیث ائمہؑ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے اسے سادات کے سر چپکا دیا ہے اور اہلبیتؑ سے ان کا تعلق محض ضمنی رہ گیا ہے۔ جہاں آیۂ تطہیر کا ذکر آیا تو فرما دیا کہ اس کے مصداق تمام سادات ہیں۔ جہاں اولی الامر کی بات آئی تو یہ فتویٰ دیا کہ تمام سادات کی اطاعت واجب ہے۔ آیۂ مودّت کے بارے میں ارشاد ہوا کہ تمام سادات کی مودۃ رکھنا فرضِ عین ہے۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ سادات کی محبت شرطِ ایمان ہے۔ سفینۂ نوحؑ بھی سادات ہیں۔ جس بات کا تعلق دلیلِ وجودِ امامؑ سے ہے، یعنی اگر امامؑ نہ ہو تو زمین اپنے باسیوں سمیت دھنس جائے، تو اس کو بھی سادات کے کھاتے میں ڈال دیا گیا۔ آیۂ درود کو بھی محفوظ نہ چھوڑا گیا بلکہ یہاں بھی اس کا مصداق سادات ہی کو ٹھہرایا گیا۔ جہاں قرآن میں ارشادِ خداوندی ہوا کہ تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ محشور کیا جائے گا تو اس کی بھی تفسیر یہ کی گئی کہ تمام لوگوں کو سادات کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔ یہ صرف چند اشارے تھے۔ تفصیل انشاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی۔

بات یہ ہے کہ اِن تمام خرافات کا پرچار حسن ابطحی نامی ایک مجتہد نے اکثر کیا ہے جس کا مشن ہی عقائدِ فاسدہ پھیلانا اور اہمیتِ اہلبیتؑ کو کم کرنا ہے۔ اس کی کتاب ''انوارِ زہراءؑ'' میں آپ کو وہ تمام چیزیں موجود ملیں گی جن کا ذکر ہم کر آئے ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ سادات کے گھروں میں غسل یا وضو کر کے جانا چاہیئے۔ اس نے یہ بھی لکھا کہ سادات کو یہ کہہ کر سلام کرنا چاہیئے کہ ''السلامُ علیکم یا اہلبیتِ النبوّۃ''۔ اس نے یہ تک لکھ

دیا کہ اگر سادات کو دیکھ کر زیارتِ جامعہ پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ جہادی صاحب نے بھی حرف بحرف اسی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

دوسرا کام

ان کی ۱۷۵ صفحات پر مبنی کتاب کا پسِ پردہ محرّک یہ تھا کہ شیعوں میں عقائدِ فاسدہ کو رائج کیا جائے۔ وہ عظیم الشان عقیدہ جس جس کی وجہ سے مذہبِ شیعہ دیگر مذاہب سے ممتاز ہوتا ہے وہ عقیدۂ امامت ہے جس کے بارے میں امام رضاؑ فرماتے ہیں۔ ''امامؑ سے ہی نماز، زکوٰۃ، صوم اور حج و جہاد کا تعلق ہے۔ وہ بغیر اکتساب اور خدا سے طلب کے ساتھ ہر قسم کی فضیلت سے مخصوص ہوتا ہے۔ شعراء تھک کر رہ گئے اور اہلِ ادب عاجز ہو گئے اور صاحبانِ بلاغت عاجز آ گئے مگر امامؑ کی کسی ایک شان کو بھی بیان نہ کر سکے۔ پس جب امامؑ کے ایک وصف کا یہ حال ہے تو اس کی تمام صفات کو کس کی طاقت ہے کہ بیان کر سکے اور ان کے حقائق پر روشنی ڈالے یا اِس امرِ امامت کے بارے میں کچھ سمجھ سکے۔ امامت جیسی چیز اور کون سی ہے؟''۔ ایسی گراں قدر شے کو جہادی صاحب نے مذاق بنا دیا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے اللہ نے جہادی صاحب کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ جس کے سر پر چاہیں تاجِ امامت رکھ دیں۔ ان کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امامت کیلئے کوئی معیار یا نص ضروری نہیں ہے بلکہ کسی امامؑ کی اولاد ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے وہ بندہ خود بخود امام قرار پائے گا۔ یہ ایک انتہائی

خطرناک صورتحال ہے جس سے مذہبِ شیعہ کی جڑیں کھوکھلی ہوکررہ جاتی ہیں۔ مومنین کا فرض ہے کہ اس بات سے سرسری طور پر نہ گزریں بلکہ بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

تیسرا کام

جہادی صاحب کی کتاب کا اصل اور اہم ترین مقصد ذاتی دشمنیاں نکالنا ہے اور چونکہ نام لیکر گالیاں دینا ان کے بس میں نہیں تھا اس لئے انہوں نے تمام مومنینِ غیر سادات کو اپنا ہدف بنالیا اور ان کے بارے میں ایسی رکیک اور شرمناک باتیں لکھیں جن کو پڑھ کر ایک غیرتمند انسان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ مومنین کو ذلیل کرنے کا انجام جو آخرت میں ہونا ہے وہ تو اُسی وقت ہوگا لیکن مجھے یقین ہے کہ دنیا میں بھی مکافاتِ عمل اُن کا تعاقب کرتا رہے گا اور مومنین، چاہے وہ سادات ہوں یا غیر سادات، اِس ہتکِ عزت سے ہرگز چشم پوشی نہیں کریں گے اور ہر فورم پر ان سے شدید باز پرس ضرور کی جائے گی تا کہ آئندہ کسی کو مومنین کی توہین کرنے کی جراءت نہ ہوسکے۔ ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ جہادی صاحب کے خفیہ ایجنڈے کی نشاندہی کردی ہے تا کہ مومنین بچشمِ خود ان کی کتاب کا مطالعہ کر کے ہماری بات کی تصدیق کرسکیں۔ اب ہم اس کتاب پر باقاعدہ گفتگو کا آغاز کرتے ہیں اور اس سلسلے میں ہم خداوندِ متعال اور اپنے امامؑ سے مدد و استعانت کے طلبگار رہیں۔

تعریفِ سیادت

جہادی صاحب کا موضوع ظاہر بظاہر یہ ثابت کرنا ہے کہ سیدزادی کا نکاح غیرِ سید مرد سے حرام ہے جو اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہے لیکن گفتگو سے پیشتر یہ ضروری تھا کہ ''سیّد'' کی تعریف بتائی جاتی تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ سیّد کا لفظ کس پر صادق آتا ہے اور کس پر نہیں کیونکہ یہ ایک آفاقی اصول ہے کہ ہر شے اپنی تعریف سے پہچانی جاتی ہے۔ لیکن مقامِ حیرت ہے کہ ۱۷۵ صفحات پر مبنی کتاب لکھ دینے کے باوجود جہادی صاحب اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکے کہ سیّد کون ہوتا ہے کیونکہ جب وہ سید کی تعریف لکھنے بیٹھتے ہیں تو کوئی نہ کوئی رکاوٹ ان کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہے۔ اس پر وہ پینترا بدلتے ہیں اور کوئی دوسری تعریف بیان کرتے ہیں۔ جب وہاں بھی کوئی مصیبت کھڑی دکھائی دیتی ہے تو وہ چھلانگ مار کر کسی تیسری تعریف پر جا پہنچتے ہیں اور یہ سلسلہ نہ ختم ہونے والا ہے اور کمال کی بات یہ ہے کہ کسی بھی تعریف کی دلیل ان کے پاس نہیں ہوتی بلکہ وہ سب کچھ اپنی ذہنی اختراع کی بنیاد پر لکھتے ہیں۔ جب سید کی تعریف ہی طے نہ ہو سکے تو سادات کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا جائے گا وہ سب کا سب ردّی کا ڈھیر ہوگا اور قطعی طور پر نہ تو سمجھ میں آ سکے گا اور نہ ثابت ہو سکے گا۔

سیّد کی خود ساختہ تعریف

۱۔ صفحہ ۴۸ پر بلا کسی دلیل کے یوں رقمطراز ہوتے ہیں:۔

’’سیادت کی دو قسمیں ہیں۔ا۔سیادتِ نسبی۔۲۔سیادتِ شرفی سیادتِ شرفی علیؑ کیلئے ہے،سیادت نسبی صرف اولادِ فاطمہؑ الزہراء کیلئے ہے اور یہی مخصوص عرفاً سید ہیں۔لفظِ سید علیؑ و فاطمہؑ سے جو اولاد ہو گی ان کیلئے مختص ہے۔ جنابِ زینبؑ کا نکاح عبداللہ ابن جعفرؑ سے اس لئے ہوا کہ دونوں پر حرمتِ صدقہ کا اطلاق ہوتا ہے‘‘۔

صفحہ ۵۳ پر فرماتے ہیں۔’’اولادِ رسولؐ و بتول کو سید کہتے ہیں‘‘۔

صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں۔’’اس طرح لفظِ سید بے شک کئی معنوں پر مبنی کلمہ ہے لیکن یہ جناب فاطمۃ الزھراءؑ کی اولاد کے ساتھ مختص ہو چکا ہے‘‘۔

صفحہ ۵۰ پر ہی لکھتے ہیں۔’’جب بھی کلمۂ سید زبان پر آتا ہے تو ذہن صرف اولادِ رسولؐ کی طرف پلٹ کر جاتا ہے‘‘۔

صفحہ ۵۱ پر ارشاد ہوتا ہے۔’’مسلمانوں کے نزدیک سید وہ ہے جو ان کے نبیؐ کی اولاد اور نسل سے ہو‘‘۔

اِس تعریف کو ذہن میں محفوظ رکھیئے گا کیونکہ موصوف ابھی بہت سے بم پھوڑنے والے ہیں لیکن اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ پہلے ہی مرحلے پر موصوف اپنے وعدے یعنی’’سیدزادی کا نکاح غیرِ سید مرد سے حرام ہے‘‘ سے دستبردار ہو گئے ہیں کیونکہ یہاں انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ معیارِ نکاح سیادت نہیں بلکہ صدقے کا حرام ہونا ہے اور اُس زمانے میں تو صدقہ پورے بنی عبدالمطلب پر حرام تھا اور رسولؐ اللہ ان میں خمس تقسیم کیا کرتے تھے۔جیسا کہ صفحہ ۵۵ پر یہ خود فرماتے ہیں۔’’آلِ عبدالمطلبؑ پر

بھی صدقہ حرام ہے۔ آلِ ابی طالبؑ پر بھی صدقہ حرام ہے''۔

۲۔ صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں۔ ''سید کے لغوی معنی ہیں ہر امرِ خیر میں سب پر فائق ہونا''۔

اس اعتبار سے جو شخص نسبی اعتبار سے سید ہے لیکن اگر وہ ہر امرِ خیر میں دوسروں سے بڑھا ہوا نہ ہو تو وہ تو سیادت سے خارج ہو جائے گا!

۳۔ صفحہ ۵۷

''اولادِ عبدالمطلب میں جو مومن ہوئے وہ سید ہیں۔ باقی سید نہیں''

۴۔ صفحہ ۳۰۵، صفحہ ۳۴۴ اور صفحہ ۳۵۵ پر فرماتے ہیں کہ تمام بنی ہاشم سادات ہیں

مندرجہ بالا اقتباسات سے ''سید'' کی جو تعاریف سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں:۔

(الف)۔ سادات صرف اولادِ علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ (اور یہی حق ہے)

(ب)۔ تمام بنی ہاشم سید ہیں۔

(ج)۔ اولادِ عبدالمطلبؑ میں جو مومن ہوئے وہ سید ہیں۔

یہاں کمال کی بات یہ ہے کہ بنی ہاشمؑ کو تو سید قرار دے دیا گیا لیکن بنی عبدالمطلبؑ میں سید ہونے کیلئے مومن ہونے کی شرط لگا دی گئی جبکہ بنی عبدالمطلب اصلاً بنی ہاشمؑ ہیں۔

(د)۔ اولادِ علیؑ و فاطمہؑ نسبی سید ہیں اور بنی ہاشمؑ اور بنی عبدالمطلبؑ شرفی سید ہیں۔

(ہ)۔ ساداتِ نسبی اور ساداتِ شرفی ایک دوسرے کے کفو ہیں۔

یہ یاد رہے کہ یہ ساری تعاریف اور نسبی اور شرفی کی تقسیم کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ یہ تمام جہادی صاحب کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے اور اسی خود ساختہ پیداوار پر پوری

کتاب کی بنیاد رکھی گئی ہے لہٰذا جب بنیاد ہی ثابت نہیں تو عمارت تو خود بخود منہدم ہو جائے گی۔ اس کے باوجود اگر اس گپ شپ پر تھوڑی دیر کیلئے یقین کر لیا جائے تب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ''چور کی داڑھی میں تنکا'' کے مصداق خود اپنی بیان کردہ تعریف سید پر بھی قائم نہیں رہے اور ایک شدید جراءت اور شرم ناک گستاخی کر بیٹھے اور یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ معاذ اللہ حضرتِ عباسؑ علمدار سیّد نہیں تھے۔ چانچہ صفحہ ۴۹ پر لکھتے ہیں:۔

''اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرکارِ امیرؑ المومنین کی دوسری اولاد جبکہ وہ شرفی سید ہیں لیکن سید کہکر پکارا کیوں نہیں جاتا؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ساداتِ شرفی ہیں۔ انہیں سید پکارا جائے تو کوئی جرم نہیں ہے لیکن چونکہ ذہنی طور پر اولادِ فاطمۃ الزہراءؑ کو سید قبول کر لیا جا چکا ہے اور یہ کلمۂ سید مختص ہو چکا ہے اس لئے دوسروں کو سید نہیں کہا جا سکتا''۔ یہ گستاخی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لکھ کچھ اور رہے ہیں لیکن ان کا اصل مقصد کچھ اور ہے۔

کفو

کفو کے بارے میں جہادی صاحب واضح طور پر فیصلہ دے چکے ہیں کہ نسبی سادات اور شرفی سادات ایک دوسرے کے کفو ہیں اور مثال انہوں نے جنابِ زینبؑ بنتِ علیؑ اور عبداللہ ابن جعفرؑ طیار کے نکاح کی دی ہے۔ لیکن باطل کی نشانی ہی یہی ہے کہ وہ

کبھی اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا اور اس میں تضادات کا ہونا ایک امرِ لازمی ہے۔ چنانچہ جہادی صاحب کی بدحواس اور پریشان خیالی نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنی بات کی خود ہی تردید کریں۔ لہٰذا اب دیکھیئے کہ اب وہ کفو کے بارے میں کیا فرما رہے ہیں

۱۔ صفحہ ۱۸۹۔ ''فاطمیہ (یعنی اولادِ فاطمہؑ) کا نکاح غیر فاطمی غیر سید سے حرام ہے''۔

یہاں آپ دیکھیں گے کہ وہ اپنے ہی بیان کردہ شرفی سادات کے نظریے سے مُکر گئے ہیں اور فاطمی کا کفو صرف فاطمی کو ہی قرار دیتے ہیں۔

۲۔ صفحہ ۲۸۳۔ ''اولادِ رسولؐ کا کفو صرف اولادِ رسولؐ ساداتِ بنی فاطمہؑ ہی ہو سکتے ہیں۔ غیر فاطمی کفوِ سادات نہیں ہو سکتے''۔

۳۔ صفحہ ۳۵۱۔ ''فاطمیہ کا نکاح غیرِ فاطمی سے کسی بھی حال میں جائز نہیں ہو سکتا لہٰذا ایسا عقد قطعی حرام ہے''۔

۴۔ صفحہ۔ ۳۶۰۔ ''فاطمیات کا نکاح غیر فاطمی غیر سید سے مطلق حرام ہے''۔

۵۔ صفحہ ۲۰۷۔ ''اُس ہاشمی کیلئے جس کے نسب کا مرجع ذاتِ مصطفیٰؐ نہیں ہے جیسا کہ علیؑ کی باقی علوی اولاد جو غیر بنی فاطمہؑ ہے وہ حسنینؑ کی اولاد کے ہم کفو نہیں ہیں''۔

حیرت ہوتی ہے کہ جہادی صاحب اولادِ جعفرؑ طیار کو تو فاطمیہ کا کفو مانتے ہیں لیکن اولادِ علیؑ کو فاطمیہ کا کفو ماننے پر تیار نہیں۔ آپ خود سوچیئے کہ یہ میرے مولا امیرؑ المومنین پر کتنا بڑا ظلم ہے۔

یہاں تک آپ نے موصوف کے وہ فتوے ملاحظہ فرمالئے جن میں انہوں نے فاطمیہ کا

نکاح کسی غیرِ فاطمی مرد سے قطعاً حرام قرار دیا ہے اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رکھی لیکن اب وہ ایک زبردست قلابازی کھاتے ہیں۔

۶۔ صفحہ ۴۶۳۔ ''حضرت سرکارِ دو عالم نے فرمایا کہ بیشک بنی عبدالمطلب آپس میں ایک دوسرے کا کفو ہیں''۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ ''یہ کیسا اجتہاد ہے اور کیسی فقاہت ہے کہ جب خمس کا مسئلہ آجائے تو اولادِ جعفرؑ کو حقدارِ خمس گردانتے ہیں لیکن جب اولادِ جعفرؑ سے بناتِ امیرؑ المومنین کے عقد کا مسئلہ ہو تو انہیں غیر سادات سمجھ کر مخالفت کر دیتے ہیں''۔

اللہ ہی جانے کہ یہ کیسی ڈھٹائی ہے کہ جس چیز کو وہ اولادِ جعفرؑ کیلئے جائز مانتے ہیں، اسی چیز کو اولادِ علیؑ کے لئے ناجائز جانتے ہیں۔ معلوم نہیں علیؑ نے ان کا کیا بگاڑا ہے کہ وہ اولادِ علیؑ کی تنقیص میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے دے رہے ہیں۔ اگر میں انہی کے جملے کو پلٹ کر اِس طرح لکھ دوں تو اُن کے پاس کیا جواب ہوگا؟

''یہ کیا اجتہاد ہے اور کیسی فقاہت ہے کہ جب خمس کا مسئلہ آجائے تو اولادِ جعفرؑ کو حقدار خمس گردانتے ہیں اور اولادِ جعفرؑ سے بناتِ امیرؑ المومنین (اولادِ علیؑ و فاطمہؑ) کا عقد جائز مانتے ہیں۔ لیکن جب اولادِ امیرؑ المومنین سے فاطمیات کے عقد کا مسئلہ آتا ہے تو وہ مخالفت کرتے ہیں۔ اس کا صاف مطلب تو یہی نکلتا ہے کہ یہ اولادِ امیرؑ المومنین (جو دیگر ازواج سے ہیں مثلاً جناب عباسِؑ علمدار) کو نہ تو سید سمجھتے ہیں اور نہ مستحقِ خمس۔ نہ ہی یہ مانتے ہیں کہ ان پر صدقہ وزکوٰۃ حرام ہے؟''۔

۷۔ صفحہ ۳۶۲ پر فرماتے ہیں۔ ’’قریشی بنی ہاشم سے نکاح کرسکتا ہے‘‘۔

آپ کو یاد ہوگا کہ وہ تمام بنی ہاشم کو سادات قرار دے چکے ہیں۔ اب اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ بنی ہاشم کا نکاح کسی قریشی سے کس طرح کروا رہے ہیں۔

نادان دوست

نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے

یہ ایک مسلّمہ اصول ہے اور دنیا بھر میں تسلیم کیا جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نادان دوست اکثر حالات میں بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہی پہنچاتا ہے۔ ہمارے جہادی صاحب کا بھی حال کچھ اس سے مختلف نہیں۔ وہ نکلے تھے عظمتِ سادات کومنوانے لیکن یقین مانیئے کہ سادات کو جتنا نقصان انہوں نے پہنچایا ہے اتنا نقصان شاید سادات کے دشمنوں نے بھی نہیں پہنچایا ہوگا۔ انہوں نے سادات کی عظمت کواجاگر کرنے کی بجائے اپنا سارا زور مومنینِ غیر سادات کولعن طعن کرنے پر صرف کردیا ہے اور ایسی بازاری اور پوچ زبان استعمال کی ہے جسے کوئی بھی شریف انسان نہ تو سن سکتا ہے اور نہ برداشت کرسکتا ہے۔ یہ ایک شرعی مسئلہ تھا جسے اس کے صحیح تناظر تک ہی محدود رکھا جاتا تو بہتر تھا لیکن انہوں نے اپنی شعلہ بیانی سے اسے ایک نسلی تعصب میں تبدیل کردیا اور لوگوں کو سادات کیطرف مائل کرنے کی بجائے الٹا ان کے خلاف ایک جذبۂ نفرت اور انتقام کی راہ ہموار کردی۔ جہاں جہاں انہوں نے صرف سادات پر ہی اپنی توجہ مرکوز رکھی ہے وہاں بھی ایسے ایسے الف لیلائی قصے بیان کیئے ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے اور جہادی صاحب کی ذہنی حالت کومشکوک نگاہوں

سے دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی یہ محسوس کرتا ہے جیسے وہ لطیفوں کی کوئی کتاب پڑھ رہا ہو۔

ابتداء میں ہی وہ تعریفِ سیّد کی دلدل میں پھنس گئے اور لمبی لمبی چھلانگیں مارنے لگے۔ چونکہ ان کے پاس کوئی علمی یا عقلی مواد نہیں تھا اس لئے انہوں نے اپنے ہر بیان کا ماخذ اپنی ذاتی رائے کو قرار دیا اور چونکہ ان کی نیت میں کھوٹ تھا اس لئے اللہ نے ان پر نسیان کو طاری کر دیا اور کچھ بھی لکھتے ہوئے انہیں یاد ہی نہیں رہا کہ وہ پیچھے کیا لکھ آئے ہیں۔ اپنے ذہن سے اختراع کر کے انہوں نے سیادت کو مختلف خانوں میں بانٹ دیا اور نسبی، شرفی، وصفی اور لغوی کے چکر میں ایسا پھانسا کہ اب شاید ہی کوئی اس بات کو جان سکے کہ سیّد کیا ہوتا ہے۔

اس کے بعد وہ کفو پر آئے تو وہاں بھی اپنی تضاد بیانی سے معاملے کو اس قدر الجھا دیا کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کون کس کا کفو ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کفو کے دلائل بیان کرنا شروع کیے تو رنگ اور بھی چوکھا ہو گیا۔ ہمارا ایمان ہے کہ عقدِ سیدہ با غیرِ سید قطعی حرام ہے لیکن یہ سب کچھ لکھنے کا مقصد یہ سمجھانا ہے کہ اس بارے میں جو دلائل جہادی صاحب نے دیئے ہیں وہ معاملے کو سلجھانے کی بجائے الٹا الجھاتے ہیں۔

دلائلِ کفو

ا۔ یہ دلیل انہوں نے اپنی کتاب میں کم از کم چالیس پچاس مرتبہ تو ضرور دہرائی ہوگی۔

یہ ایک حدیث ہے جو زبان زدِ خاص و عام ہے اور اس کی صحت کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن سوال صرف اتنا ہے کہ جو مدعا وہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں، کیا وہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے؟

صفحہ ۱۱۷ پر لکھتے ہیں۔ ''آنحضرتؐ نے اولادِ علیؑ و جعفرؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کیلئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں'' اس کے بعد صفحہ ۱۱۸ پر فرماتے ہیں۔ ''حضور سرکارِ دو عالمؐ کے فرمانِ مقدس نے یہ وضاحت فرمادی کہ ہماری بیٹیوں کے کفو صرف ہمارے ہی بیٹے ہیں۔ کوئی غیر سید ان کا کفو نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی صدقہ خور فرمانِ رسالت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو صریحاً کفر کا مرتکب ہے''۔

یہاں دو امور محلِّ نظر ہیں۔ اوّل یہ کہ انہوں نے حدیث کے آدھے ٹکڑے کو اپنی دلیل بنایا ہے اور آدھے ٹکڑے کا ذکر تک نہیں کیا۔ یہ علمی و شرعی خیانت کہلاتی ہے۔ اگر رسولِ اکرمؐ صرف اتنا فرماتے ہیں کہ ''ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں'' تو یقیناً موصوف کا مدعا ثابت تھا لیکن حدیث یہاں نہیں رک جاتی بلکہ آگے بڑھتی ہے جہاں فرمایا گیا ہے۔ ''اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں''۔ اب اگر حدیث کے پہلے ٹکڑے سے وہ یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ سیدہ عورت کا نکاح غیرِ سید مرد سے نہیں ہوسکتا تو پھر حدیث کے دوسرے ٹکڑے سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ سید مرد کا نکاح غیرِ سیدہ عورت سے نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ خود جہادی

صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۶ پر ایک حدیثِ مبارکہ درج کی ہے جس میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ ''کفو میں نکاح کر کے دیا کرو اور کفو ہی سے نکاح کر کے لایا کرو''۔ حالانکہ یہ بات ظاہر و ثابت ہے اور سوائے مجتہد کے کسی ایک کو بھی اس مسئلے سے اختلاف نہیں کہ سیدہ عورت کا نکاح غیرِ سید مرد سے نہیں ہوسکتا لیکن سید مرد کا نکاح غیر سیدہ عورت سے ہوسکتا ہے۔ اس طرح یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ جہادی صاحب اس حدیث سے جو کام لینا چاہتے تھے اس میں وہ ناکام رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظِ بیٹیاں قرآنِ مجید میں ابنیاء کی امت کی تمام لڑکیوں کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو ان کے فعلِ قبیح سے منع کرتے ہوئے کہا تھا کہ میری بیٹیاں موجود ہیں تم ان سے نکاح کر سکتے ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنی حقیقی بیٹیوں کو اُن کافروں کے نکاح میں دینا چاہتے تھے بلکہ تفاسیر سے ثابت ہے کہ ان کی مراد ان کی امت کی لڑکیاں تھیں۔ اسی طرح قرآن میں جہاں عورتوں کیلئے حجاب کا حکم نازل ہوا وہاں ''قُل لِاَ زواجِکَ و بناتِکَ'' کہکر مخاطب کیا گیا۔ یعنی اے رسولؐ تم اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے کہدو۔ اگر یہاں حقیقی بیٹیاں مراد لیا جائے تو پہلی ہی نظر میں یہ بات غلط ثابت ہوجاتی ہے کیونکہ رسولِ اکرمؐ کی متعدد بیٹیاں نہیں بلکہ صرف ایک بیٹی تھی۔ پھر یہ کہ اس طرح حجاب کا حکم رسولؐ کی بیویوں اور بیٹیوں تک محدود ہوجائے گا اور باقی تمام مسلمان عورتوں کو بے حجاب پھرنے کی کھلی چھٹی مل جائے گی جو بداہتاً باطل ہے کیونکہ حکمِ حجاب عام ہے اور ہر مسلمان عورت پر اس کا

اطلاق ہوتا ہے اور یہی کچھ تفاسیر سے ثابت ہے جس پر تمام مسلمان متفق ہیں۔ لہٰذا ''ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کیلئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں'' کا مفہوم وہ نہیں ہوسکتا جو جہادی صاحب نے لیا ہے کیونکہ اُس صورت میں بعض قباحتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ البتہ یہ مفہوم قرینِ عقل ہے کہ اہلِ اسلام کا نکاح صرف اہلِ اسلام سے ہی ہوسکتا ہے، غیر مسلم سے نہ مسلمان عورت نکاح کر سکتی ہے اور نہ مسلمان مرد۔

دوسری بات جو قبلہ و کعبہ نے لکھی ہے کہ ''لہٰذا اگر کوئی صدقہ خور فرمانِ رسالت کی خلاف ورزی کرے تو صریحاً کفر کا مرتکب ہے''۔ تو یہ بھی سراسر غلط اور بہتان ہے اور یہ خود شارع علیہ السلام کے فرمان کی خلاف ورزی ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی حکم شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے مثلاً نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، شراب پیتا ہے یا زنا کرتا ہے تو اس خلاف ورزی سے وہ گناہ گار ضرور ہوتا ہے لیکن کافر ہرگز نہیں ہوتا۔ یہ بات صحیح ہے کہ اگر کوئی غیر سید مرد کسی سیدہ عورت سے نکاح کرے گا تو وہ یقیناً ایک عظیم گناہ کا مرتکب ہوگا اور ایسا نکاح شرعی اعتبار سے حرام ہوگا لیکن کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ جس بات پر چاہے کفر کا فتویٰ لگا دے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر دو اشخاص ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں تو اُن میں سے ایک ضرور کافر ہے۔ لہٰذا کفر کا فتویٰ لگانے سے پہلے اچھی طرح سوچ لینا چاہیئے کہ اگر وہ شخص کافر نہیں ہے تو کفر کا فتویٰ لگانے والا خود کافر ٹھہرتا ہے۔

۲۔صفحہ ۲۲۵ پر سورۂ احزاب کی آیت ۶ کو اپنے مدعا کی دلیل بناتے ہیں جہاں ارشاد ہوتا ہے۔ ’’نبی تمھاری جانوں کا تم سے زیادہ مالک ہے اور اس ؐ کی ازواج تمھاری مائیں ہیں‘‘۔

کوئی بھی صاحب ہوش وحواس انسان اس آیت کا کوئی تعلق نکاحِ سیدزادی سے نہیں جوڑ سکتا لیکن جب کوئی جنونی اپنے مدعا کو ثابت کرنے کیلئے قرآن کو کھلونا بنانے سے بھی دریغ نہ کرے تو پھر ایسی ہی صورتحال درپیش آتی ہے۔ چنانچہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’اگر بعد از نبی ؐ ان کی ازواجِ مطہرات کو ماں بنانے کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان سے نکاح حرام قرار دیا جاوے تو نکاح تو خالاؤں اور پھوپھیوں سے بھی حرام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ؐ کو خالائیں یا پھوپھیاں کہکر عقد حرام کیوں قرار نہ دیا۔ اس کی وجہ صرف ایک ہی تھی کہ بے شک خالاؤں اور پھوپھیوں سے نکاح حرام ہے مگر خالہ زاد اور پھوپھی زاد سے تو نکاح حرام نہیں ہے۔ اگر خالاؤں یا پھوپھیوں کے رشتے کا نام ازواجِ مطہرات کو دے دیا جاتا تو آج جوازِ عقد کے قائل یہ دلیل پیش کرتے کہ خالہ زاد یا پھوپھی زاد سے نکاح شرعاً جائز ہے لہٰذا عقدِ سیدزادی جائز ہے۔ نعوذ باللہ! ۔مگر عالم الغیب والشہادۃ ذاتِ اقدس کے علمِ ازل میں تھا اس لئے خلّاقِ مطلق نے ازواجِ مطہرات کو تا قیامِ قیامت ابداً ماں کہکر حرام قرار دے دیا کہ ماں زادی رشتہ میں بہن ہوتی کہ بہن سے نکاح اسی طرح حرام ہوتا ہے جس طرح ماں سے نکاح

حرام ہوتا ہے لہٰذا نتیجہ بااین جا رسید کہ اولادِ رسول محمدؐ کی بیٹیاں مطلق اور قطعی غیرِ سادات پر حرام ہیں''۔

اس سلسلے میں ایک ضمنی بات یہ ہے کہ بدحواسی کے عالم میں موصوف نے صفحہ ۱۹۴ پر ایک ایسی بات کی ہے جس کی رو سے خالہ اور پھوپھی کی بیٹیوں سے بھی نکاح ناجائز ٹھہرتا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔ ''جس شخص پر ماں کا نکاح حرام ہوتا ہے اس پر اسی ماں کی بیٹیاں اور نواسیاں وغیرہ بھی حرام ہوتی ہیں اور یقیناً بیٹی ماں کا جزو ہوتی ہے''۔ جس شخص کی مدہوشی کا یہ عالم ہو اس کے طریقۂ استدلال کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

لیکن سب سے اہم اور حتمی بات یہ ہے کہ کیا ازواجِ رسولؐ صرف امت کی ہی مائیں ہیں؟۔ اور کیا وہ سادات کی مائیں نہیں ہیں؟۔ اور آج اگر کوئی زوجۂ رسولؐ دنیا میں آجائے تو کیا کوئی سید اس سے نکاح کرسکتا ہے؟۔ اور کیا کوئی سید ایسا ہوسکتا ہے جو جناب خدیجۃؑ الکبریٰ کو اپنی ماں نہ مانتا ہو؟۔ اگر ان باتوں میں کوئی شک نہیں ہے اور یقیناً کوئی شک نہیں ہے تو اس آیۂ مبارکہ کی رو سے امت اور سادات دونوں ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے ہیں اور اس طرح تو سید زادیوں کی شادیاں کبھی ہو ہی نہیں سکتیں کیونکہ وہ تو امت اور سادات دونوں کی بہنیں بن گئیں۔

۳۔ صفحہ ۱۸۶ پر شیخ عباس قمی کی یہ عبارت نقل کرتے ہیں:۔

''سادات رضویہ اپنی بیٹیوں کی شادیاں نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ ان کے کفو اور ہمسر

مثل ونظیر نہیں ملتے تھے۔ حضرت سرکار امام موسیٰ کاظمؑ کی اکیس بیٹیاں تھیں۔ کسی نے شادی نہیں کی تھی''۔ اس کے بعد وہ مختلف سوالات قائم کرتے ہوئے یہ پوچھتے ہیں کہ ائمہؑ طاہرین نے اپنی بیٹیوں کی شادی کیوں نہیں کی؟، کیا اس وقت صاحبانِ تقویٰ غیر سادات صحبتِ امامؑ میں بیٹھنے والوں کی کمی تھی؟۔ اور اسی سوال کو انہوں نے اپنی دلیل بنایا ہے اور اس دلیل کا جواب بھی صرف ایک سوال سے دیا جا سکتا ہے کہ ''کیا اُس زمانے میں روئے زمین سے سادات کا نام ونشان مٹ گیا تھا اور کیا اس دَور میں ایک بھی سید موجود نہیں تھا؟۔ حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں کا تعلق حکمتِ امام سے ہوتا ہے جسے اپنے ذاتی اغراض کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

۴۔ صفحہ ۱۱۲ پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:۔

''کتابِ ''علی''۔ حدیثِ مبارک ہے کہ جو حلال جانتا ہے غیر نسب میں داخل ہونا وہ کافر ہے۔ پھر فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی اُس پر جو کسی کے نسب میں داخل ہو اور لعنت ہے خدا کی اس پر جو اپنے نسب سے خارج ہو''۔

بات یہ کہ جب انسان کا مقصد اپنی ذاتی اغراض پوری کرنا ہو اور اُس کیلئے وہ دین و مذہب کی آڑ لیتا ہو تو اس قسم کی حماقتیں سرزد ہونا ایک امرِ لازمی ہے۔ کوئی آنکھوں اور عقل کا اندھا ہی ہوگا جو ان احادیث کا کوئی تعلق معاملاتِ نکاح سے جوڑ لے۔ ان کا مسلّمہ اور متفقہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سید نہیں ہے اور پھر بھی خود کو سید کہتا ہے یا وہ سید ہے لیکن اپنے سید ہونے کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر اور ملعون ہے۔ لیکن جو مفہوم

ان سے نکالا گیا ہے وہ پہلی ہی نظر میں باطل ثابت ہو جاتا ہے اسلئے کہ نکاح کا کوئی اثر نسب پر نہیں پڑتا۔ مثلاً اگر کوئی شیخ اپنی بیٹی کسی مرزا کو بیاہ دے تو وہ لڑکی مرزا نہیں بن جائے گی اور نہ ہی وہ لڑکا شیخ بن جائے گا۔ اور اگر مزید توجہ کی جائے تو اس طرح تو ایک غیر سیدہ عورت کسی سید مرد سے بھی نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ اِس فارمولے کے تحت تو وہ سیدہ بن جائے گی۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ جہادی صاحب کون سی کھچڑی پکا رہے ہیں۔ کیونکہ نکاح کرنا کسی بھی اصول کے تحت مداخلت فی النسب نہیں ہوا کرتا۔

۵۔ صفحہ ۲۵۳ پر سورۂ فاطر کی ایک آیت کو دلیل بناتے ہیں جسمیں ارشاد ہوا کہ ''ظلمتیں اور نور برابر نہیں ہوا کرتے''۔ آیت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ''نور اور ظلمت بیک وقت ایک ہی مقام پر موجود نہیں ہو سکتے۔ (یہ تفسیر بالرائے ہے۔ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ نور اور ظلمت برابر نہیں ہو سکتے)۔ اگر ظلمت ہو گی تو پھر نور کا وہاں ہونا محال ہے اور اگر نور ہو گا تو ظلمت کا ہونا اس مقام پر یقیناً محال ہو گا۔ تو پھر اولادِ رسولؐ مثلِ نور ہیں اور غیرِ سادات مثلِ ظلمت ہیں۔ یہ دونوں نہ تو ہم کفو ہیں اور نہ ہی ایک چھت کے نیچے جمع ہو سکتے ہیں''۔

آپ یہ بات بخوبی محسوس فرما سکتے ہیں کہ یہاں بھی قرآن کے ساتھ کھلواڑ کیا گیا ہے اور ایک ایسی آیت کو اپنے مقصد کیلئے استعمال کیا گیا ہے جس کا شادی بیاہ سے دور دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر سادات کو نور اور غیر سادات کو ظلمت کہنا بھی جناب کی ذاتی رائے ہے جس پر کوئی بھی دلیل قائم نہیں کی گئی بلکہ ایسا کہنا جہادی صاحب کے

بدترین تعصّب کی غمازی کرتا ہے۔ یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ جب بقول جہادی صاحب سادات اور غیر سادات ایک چھت کے نیچے جمع نہیں ہو سکتے تو پھر مجالس ومحافل میں یہ دونوں کیونکر ایک چھت کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں؟۔ اور چلئے اگر آپ ایک چھت کے نیچے جمع ہونے کو شادی بیاہ تک ہی محدود رکھنا چاہتے ہیں تب بھی جہاں سیدہ عورت اور غیر سید مرد کا نکاح باطل ہوتا ہے وہیں غیرِ سیدہ عورت اور سید مرد کا نکاح بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ دونوں جوڑے ایک چھت کے نیچے جمع نہیں ہو سکتے۔

٦۔ جہادی صاحب کی کتاب پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی عربی بدّو کا اونٹ گم ہو گیا ہو اور وہ گلی گلی کوچہ کوچہ اسے ڈھونڈتا پھر رہا ہو۔ جو بات ہم نقل کرنے جا رہے ہیں وہ کسی لطیفے سے کم نہیں۔ بات ہو رہی تھی عقدِ سیدہ با غیرِ سید کی اور اس سلسلے میں قرآن کی اُکھاڑ پچھاڑ جاری تھی کہ اچانک جہادی صاحب کا ذہنِ مبارک ہزاروں سال پیچھے چلا گیا اور وہ جنابِ آسیہ اور فرعون کا قصہ لے بیٹھے حالانکہ اس قصے کا اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ آپ کی دلچسپی کیلئے ہم یہ اقتباس پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اس کو پڑھکر آپ کے ذہن کے دروازے کھل جائیں گے اور آپ کئی دنوں تک اس کا مزا لیتے رہیں گے۔

صفحہ ۲٦۰ پر فرماتے ہیں۔ ''اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ق ہے کہ جنابِ آسیہ بنتِ مزاحم پاکیزہ وطیب تھیں تو پھر فرعون کی زوجیت میں کیونکر آئیں؟۔ اس کا جواب اظہر

من الشمّس ہے تو اریخ عالمِ اسلام بھری پڑی ہیں کہ تا دمِ آخر فرعون جنابِ آسیہ سے وظیفۂ زوجیت ادا نہ کر سکا۔ تو ثابت ہوا کہ آسیہ طیّبہ طاہرہ تھیں اور ان کا شوہر نجس خبیث تھا اس لئے کفو نہیں تھا۔ چنانچہ وہ قربتِ طیّبہ طاہرہ حاصل نہ کر سکا''۔

حیرت ہوتی ہے کہ یہ وظیفۂ زوجیت بیچ میں کہاں سے آٹپکا کیونکہ بات نکاح کی ہو رہی تھی اور آسیہ اور فرعون کا نکاح تو بہر حال ثابت ہے۔ یا پھر یہ کہیئے کہ آپ اس بات پر راضی ہیں کہ غیر سید مرد سیدہ عورت سے نکاح بے شک کر لے لیکن وظیفۂ زوجیت ادا نہ کرے۔ کیا یہ صورتحال آپ کے لئے قابلِ قبول ہے؟۔ اور اگر نہیں ہے تو آسیہ اور فرعون کی کہانی سنانے سے آپ کو کیا فائدہ ہوا؟۔

۷۔ صفحہ ۶۲۴ پر پہلی مرتبہ سچ بولے ہیں اور لکھا ہے۔ ''شیخ صدوق نے اپنے اعتقادیہ میں سیدزادی کا نکاح با غیرِ سید حرام ہونے کی دلیل ہی یہ پیش کی ہے کہ سادات پر صدقہ وزکوٰۃ حرام ہے اور امام صادقؑ نے ایک خارجی کو یہ کہکر ہی اٹھا دیا تھا کہ ''تم پر صدقہ حلال ہے اور ہم پر صدقہ حرام ہے''۔

سیدزادی کا نکاح غیرِ سید سے حرام ہونے کی بس یہی اصلی اور حقیقی دلیل ہے جس کی تائید فرمائشاتِ معصومینؑ سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ جہادی صاحب نے لکھا ہے وہ خس وخاشاک اور کاغذ کا زیاں ہے اور اس کا مقصد کتاب کی ضخامت بڑھانے کے سوا کچھ نہیں۔ اور اپنی اس دُھن میں انہیں پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کہاں سے چلے تھے اور کہاں پہنچ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقصد ثابت ہونے کی بجائے ذات پات کا ایک

گورکھ دھندا بن کر رہ گیا اور اس طرح انہوں نے دانستہ طور پر سادات کی کوئی خدمت کرنے کی بجائے لوگوں کے دلوں میں سادات کے خلاف نفرت کا ایک الاؤ روشن کردیا۔

ذات پات کا نظام

یہ ایک شرعی مسئلہ تھا جسے اس کی شرعی حدود تک ہی محدود رکھنا چاہیئے تھا لیکن چونکہ جہادی صاحب کی نیت میں فتور تھا اسلیئے انہوں نے ایسے پاکیزہ مسئلے کی آڑ میں نسلی تنافر اور مومنین کے درمیان انتشار و افتراق اور شیعہ معاشرے میں فساد برپا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ چنانچہ اب وہ سادات سے آگے بڑھ کر باقی لوگوں کے درمیان بھی نفرت کے بیج بونے لگے اور وہاں بھی نکاح کیلیئے ذات پات کی شرط لگادی حالانکہ رسولؐ اللہ نے ذات پات کی فرسودہ روایات کو مٹایا تھا اور واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ ''مومنہ کا کفو مومن ہوتا ہے''۔

صفحہ ۲۳۱ پر سورۂ حجرات کی آیت ۱۳ لکھ کر اس کی تفسیر بالرائے کی اور ایک عجیب و غریب نتیجہ نکالا۔ آیت میں ارشادِ خداوندی ہے۔ ''اے لوگوں تحقیق ہم نے پیدا کیا تم کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی حضرتِ آدمؑ اور حضرت حوّا) سے اور بنایا ہم نے تم کو قوم قبیلے تا کہ تم پہچان لو ایک دوسرے کو''۔ اس آیت کی من مانی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''غیر قبیلہ غیر قوم میں نکاح کرنا اس آیت کی خلاف ورزی ہے کیونکہ قوم قبیلہ شناخت ہوتا ہے اس لئے اپنی قوم، خاندان، قبیلے کو اپنا ہم کفو بناؤ۔ کفو سے شادی کرو۔ غیر کفو میں شادی کرنا خلافِ قانونِ قدرت ہے''۔

جو شخص بھی تھوڑی سُو جھ بو جھ رکھتا ہوگا وہ مندرجہ بالا سطور میں چھُپے فتنے کو فوراً پہچان لے گا اور جان جائے گا کہ کسی بھی معاشرے کو برباد کرنے کا بنیادی اصول ہی یہ ہے کہ اُن میں نفرت کا بیج بو دیا جائے۔

موصوف کی بدنیتی اس بات سے اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہے جب وہ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کیلئے اپنے مذہب کی کتابوں سے دستبردار ہو کر اہلسنت کی کتابوں کا سہارا لیتے ہیں۔ اگر ان کی نیت صاف ہوتی وہ اپنے دلائل اقوالِ معصومینؑ میں تلاش کرتے نہ کہ غیروں کے در کی گداگری اختیار کرتے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ شیعہ کتبِ احادیث میں انہیں وہ خرافات میسر ہی نہ آتی جو وہ تحریر کرنا چاہ رہے تھے اور اس کیلئے ضروری تھا کہ وہ باطل کے سامنے دستِ سوال دراز کریں۔ چنانچہ صفحہ ۲۰۳ پر لکھتے ہیں:۔

''علماءِ عامہ (یعنی اہلسنت) لکھتے ہیں کہ جن امور میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل چھ ہیں:۔

ا۔ نسب:۔ نسب کے لحاظ سے مرد کا خاندان عورت کے خاندان کے برابر ہونا چاہیئے۔ اگر مرد کا خاندان عورت کے خاندان سے ادنٰی ہو تو وہ عورت کیلئے کفو نہ ہوگا۔ پھر نسب کے اعتبار سے کفو ہونا ضروری ہے۔ نسب کے لحاظ سے کفو ہونا عربوں کیلئے ہے،

عجمیوں کیلئے نہیں۔ کیونکہ عجمی لوگ اپنا نسب ضائع کر چکے ہیں فقہاءِ کرام (یعنی اہلسنت مجتہدین) فرماتے ہیں:۔

"لان العجم ضیعوا انسابھم"۔ (شرح وقایہ ص۲۶ ج۲، بحرالرائق ص۱۴۰ ج۳)۔ جب عجمی لوگوں کے نسب کا اعتبار نہیں ہے تو اسی وجہ سے عجمی مرد عربیہ عورت کا کفو نہیں ہوسکتا۔ درِمختار (فقہ حنفیہ کی ایک مشہور کتاب) ص۹۲ ج۳ میں مرقوم ہے۔ "عجمی اگرچہ بادشاہ اور عالم ہی کیوں نہ ہو عربیہ کا کفو نہیں ہوسکتا"۔ فتاویٰ عالم گیری (فقہ حنفیہ کی ایک اور مشہور کتاب) ص۳۹ میں ہے کہ۔ "صاحبِ منصب وجاہ، ذی حسب مرد علویہ خاتون کا کفو نہیں ہوسکتا۔

تو ثابت ہوا (یعنی ابوحنفیہ کے فتوؤں سے ثابت ہوا) کہ جب عجمی بادشاہ عالم جاہ و منصب کا مالک بھی ایک عام عربیہ خاتون کا کفو نہیں ہوسکتا تو ایک غیر سید اولادِ رسولؐ کا کفو کیسے ہوسکتا ہے؟"۔ (جہادی صاحب کا بیان ختم ہوا)۔

یہ سب کچھ پڑھکر یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ جہادی صاحب کے پیشِ نظر عزتِ رسولؐ یا عظمتِ اہلبیتؑ نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد معاشرے میں دراڑیں ڈالنا، زمانۂ جاہلیت کا قبائلی نظام واپس لانا اور عرب وعجم کے درمیان خلیج کو گہرا کرنا ہے اور اس کیلئے انہوں نے تکذیبِ رسولؐ کرنا بھی گوارا کرلیا کیونکہ حجتہ الوداع میں آنحضرتؐ نے غیر مبہم طریقے سے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کردیا تھا کہ "آج سے عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں" اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ نکاح کیلئے عرب وعجم کی کوئی قید

نہیں بلکہ مومنہ کا کفو مومن ہوتا ہے۔ لیکن جہادی صاحب کے نزدیک ایمان کی کوئی حیثیت ہے ہی نہیں بلکہ ان کی نگاہ میں اصل چیز ذات پات ہے۔ یعنی اگر کوئی عرب اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہے تو وہ یہ نہ دیکھے کہ لڑکا محبِ اہلبیتؑ ہے کہ نہیں، مومن ہے کہ نہیں، بلکہ اسے صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ عربی ہے کہ نہیں۔

یہاں تک ہم نے کفو پر گفتگو کی تھی تا کہ آپ جان لیں کہ مجدّ دِ دوراں حضرتِ جہادی کے اندر جو چھپا ہوا جہادی ہے، وہ کون ہے؟۔ اور اب ہم ان کی کتاب کے اس حصے کی طرف آتے ہیں جہاں انہوں نے اپنی دانست میں سادات کے فضائل بیان کئے ہیں لیکن چونکہ ان کی نیت بخیر نہیں تھی اس لئے ''پکائی تھی کھیر اور بن گیا دلیا'' کے مصداق ان کی کتاب لطیفوں کا مجموعہ بن کر رہ گئی جس سے لوگوں کی نگاہوں میں عظمتِ سادات تو کیا اجاگر ہوتی بلکہ اس سعئ نامشکور کی وجہ سے سادات نشانۂ تضحیک بن کر رہ گے ہیں کیونکہ وہ باتیں ہی ایسی ہیں کہ جو بھی انہیں پڑھے گا وہ لازماً ہنسے گا۔

سادات ملائکہ اور انبیاءؑ کے برابر ہیں

صفحہ۱۲۰:۔

۱۔ اولادِ بتولؑ کا مقام ملائکہ کے برابر ہے۔

۲۔ اولادِ زہراؑ کا مقام انبیاءؑ کے برابر ہے۔

۳۔ صفحہ۲۶۱:۔

قرآنی آیت ''سلامٌ علیٰ آلِ یٰسین'' پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''تو اللہ تعالیٰ نے آلِ یٰسین پر سلام کر کے تا قیامت اولادِ فاطمہ کو نوازا ہے۔ اب یہ ماننا پڑے گا کہ اولادِ زہراء کی عزت و عظمت اولوالعزم رسولوں سے کم نہیں''۔

یہ واضح رہے کہ جہادی صاحب کے پیرو مرشد خمینی نے اہلسنت کی کتابوں میں درج ایک حدیث سے، جسے خود اہلسنت بھی ضعیف مانتے ہیں، یہ دعویٰ کیا ہے کہ امتِ محمدؐ کے علماء انبیاءِ بنی اسرائیل جیسے ہیں۔ لیکن یہاں مرید اپنے مرشد سے دو جوتے آگے بڑھ گیا۔ اس نے علماء کی جگہ سادات رکھا اور پھر انہیں اولوالعزم رسولوں کے برابر کر دیا۔ ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوگا اگر کل کلاں یہ سادات کیلئے اولوہیت کا بھی دعویٰ کر بیٹھیں۔

اس کے بعد صفحہ ۲۲۶ پر کوئی اور ہی راگ الاپتے نظر آ رہے ہیں۔ جب انہوں نے سادات کو انبیاءؑ اور اولوالعزم رسولوں کے برابر کر دیا تو انہیں ذہن میں یہ بات رکھنی چاہیئے تھی کہ چونکہ انبیاءؑ و رسلؑ معصوم ہوتے ہیں اسلئے ان کے برابر ہونے کیوجہ سے سادات کا بھی معصوم ہونا لازمی ہوگا۔ لیکن دروغ گوارا حافظہ نہ باشد کے مصداق اب آپ یوں رقمطراز ہوتے ہیں:۔

''سادات کے بارے میں ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص ان میں سے بد عمل ہے ان کو بہ نسبت غیر سادات دو گنا عذاب ہوگا اور ان میں سے جو نیکوکار ہیں اسے دو گنا ثواب ملے گا''۔

سادات بھی کیا ہی اچھے نبی اور کیا ہی اچھے رسول ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ دوگنا عذاب نازل فرمائے گا اس کے باوجود وہ نبوت ورسالت کے مزے بھی لوٹتے رہیں گے۔

سادات کی نوع الگ ہے

نوع کے بارے میں یہ عرض کردوں کہ تمام موجوداتِ ارضی کو چار طبقات پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر طبقہ ایک الگ نوع ہے۔ ان طبقات کے نام جمادات، نباتات، حیوانات اور انسانات ہیں۔ جہادی صاحب فرماتے ہیں کہ سادات اِن چار انواع کے علاوہ ایک الگ نوع ہیں اس بات کی دلیل انہوں نے کوئی نہیں دی اسلئے ہم کوئی تبصرہ بھی نہیں کرسکتے۔ البتہ ان کے اقتباسات ہم پیش کررہے ہیں تاکہ سند رہے۔

۱۔ صفحہ ۳۴۲ پر لکھتے ہیں۔ ''حیوانات میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے ہم نوع سے ملاپ کرتے ہیں غیر نوع سے نہیں۔ جب حیوانات میں ارتباط صرف اپنی نوع سے جائز ہے، دوسری نوع سے نہیں تو پھر انسان ہر کر حیوان کے برابر بھی عقل نہیں رکھتا؟۔ اس مذکورہ بالا بحث سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ارتباط ہم نوع سے ہی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا سید زادی کا کفو سید ہی ہوسکتا ہے، غیر سید نہیں۔ غیر سید سے یہ نکاح حرام ہے''۔

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ ان کا دعویٰ حق ہے لیکن دلیلیں باطل ہیں۔ یہاں انہوں نے جنسی ملاپ کو نوع سے جوڑ دیا ہے جو ایک بے سروپا بات ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ کیا گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے خچّر پیدا نہیں ہوتے؟۔ تو کیا اس سے یہ مان

لیا جائے کہ گھوڑا اور گدھا ایک ہی چیز ہے؟۔ کوئی جہادی صاحب کو سمجھائے کہ نسل بدل جانے سے نوع نہیں بدلا کرتی۔

سادات اولادِ آدمؑ نہیں ہیں

۱۔ صفحہ ۸۵ پر فرماتے ہیں۔ ''جن کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے نورِ ذات سے ہوئی ہے انہیں بشر پر قیاس کرنا بھی حرام ہو تو پھر ایک بشر جو غیر فاطمی ہو وہ اولادِ فاطمہ کا کفو کیسے ہوسکتا ہے؟''۔ یہاں سے پتہ چلا کہ سادات بشر نہیں ہیں۔ اور جب بشر نہیں ہیں تو اولادِ آدمؑ بھی نہیں ہیں کیونکہ آدمؑ تو بشر تھے جن کیلئے اللہ نے فرمایا۔ ''انّی خالقٌ بشراً من طین''۔ اس مسئلے پر موصوف نے بہت کچھ لکھا ہے جس کے نادر نمونے انشاءاللہ ہم پیش کریں گے۔

۲۔ صفحہ ۲۱۲۔

''اولادِ رسولؐ بھی کسی بشر کی اولاد نہیں ہے تو لہٰذا عام بشر کی اولاد کا ہم کفو عام بشر ہوسکتا ہے، اولادِ رسولؐ کا ہم کفو اولادِ رسولؐ ہی ہوسکتا ہے، دوسرا نہیں''۔

۳۔ صفحہ ۲۱۶ پر لکھتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ ''ہم اگر پیشانی آدمؑ میں نہ ہوتے تو کبھی آدمؑ کو سجدہ نہ کرایا جاتا''۔

پھر اس حدیث سے یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ ''جس اولاد کے باپ کو اس شجرہ سے تقرب کا حکم نہیں ہے اُس کے گناہگار، بدکردار اولاد کس طرح ان کا کفو، مثل یا نظیر

قرار پاسکتی ہے جو آدمؑ سے پہلے بصورتِ عالّین موجود تھے''۔

جہادی صاحب کے اخذ کردہ مفہوم سے یہ بھی ظاہر ہوتا کہ ''عالّین سے مراد تمام سادات ہیں (اللہ تعالیٰ مزید ترقیاں عطا فرمائے)۔

۴۔اسی صفحے پر لکھا ہے۔''تمام ساداتِ بنی فاطمہؑ کا آدمِ اوّل امیرؑ المومنین ہیں۔ہم جس بنی آدم سے تعلق رکھتے ہیں اُس آدم کا اسمِ گرامی ہے علی علیہ اسلام۔اولادِ آدمؑ کے کسی فرد کا عقد، چاہے آدمؑ ہو یا عیسیٰؑ، اولادِ بتولؑ سے نہیں ہوسکتا''۔

یہ تمام جواہر پارے آپ نے ملاحظہ فرمائے اور بھرپور لطف اٹھایا۔ جہادی صاحب نے تو جو کچھ لکھا ہے وہ یا تو مجتہدین کا قیاس ہے یا پھر ان کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے لیکن اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اس بارے میں معصومینؑ نے کیا ارشاد فرمایا ہے تا کہ آپ حقیقت کا ادراک کرسکیں۔

پنجتنِ پاک ذرّیتِ آدمؑ ہیں

۱۔غایۃ المرام (مؤلفہ سید ہاشم بحرانی صاحبِ تفسیرِ البرہان) صفحہ ۲۴۔۲۵۔رسولؐ نے فرمایا:۔

''جب اللہ نے ابوالبشر آدمؑ کو پیدا کیا اور اس میں روح پھونکی اور آدمؑ نے عرش کی دائیں جانب نگاہ اٹھائی تو پانچ نوری اشباح دیکھیں جو رکوع و سجود میں محوِ عبادت تھیں۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا۔''اے میرے رب! کیا مجھ سے پہلے بھی کوئی ذات مٹی سے

پیدا کردی ہے؟''۔ جواب ملا۔ ''نہیں اے آدمؑ'' آدمؑ نے پوچھا۔ ''پھر یہ پانچ ہستیاں کون ہیں جو میری ہیئت اور صورت کی طرح ہیں''۔قدرت نے فرمایا کہ یہ پانچ تیری ذریت سے ہیں۔اگر یہ نہ ہوتیں تو تجھے پیدا نہ کرتا............الخ''۔

۲۔غایۃ المرام صفحہ ۳۱۔رسولؐ اللہ نے فرمایا:۔

''جب حضرتِ آدمؑ نے ممنوعہ شجر سے کھالیا تو انہیں جنت سے نکال دیا۔پھر آدمؑ اپنی غلطی پر روتے رہے اور توبہ کی اور توبہ میں یوں دعا مانگی۔''اے میرے رب! تجھے ان پانچ ہستیوں کا واسطہ جن کے نام عرش کے کنگروں پر مکتوب ہیں، مجھے معاف فرمادے''۔تو اللہ نے آدمؑ سے عرض کیا۔''اے اللہ ان پانچ ہستیوں اور انکے وسیلے سے معافی مل جانے کے صدقے میں مجھے ان ہستیوں کا تعارف کروا''۔تو خدا نے فرمایا۔''اے آدمؑ! یہ پانچ ہستیاں تیری اولاد سے ہوں گی۔میں نے ان پانچوں کے نام اپنے اسماءِ حسنہ پر رکھے ہیں............الخ''۔

اس مطلب پر احادیث کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جن میں سے ہم نے صرف دو احادیث نقل کی ہیں تا کہ جہادی صاحب کا یہ دعویٰ باطل ہو سکے کہ معصومینؑ اولادِ آدمؑ نہیں تھے۔

آلِ محمدؐ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں

ایسی بے شمار احادیث ہیں جن میں معصومینؑ نے فرمایا کہ ہم پاک صُلبوں سے پاک

ارحام میں منتقل ہوتے ہوئے آئے ہیں اور ایسی احادیث حدِّ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اِن پاک ہستیوں کے اصلاب وارحام کواپنے اصلاب وارحام پر قیاس کرنا صریح گمراہی اور بے ادبی ہےلیکن ان کے اصلاب وارحام کا سِرے سے انکار کر دینا خوداُن کی تکذیب کرنا ہےجس کیلئے جہادی صاحب ہمہ وقت تیار رہتے ہیں بلکہ یہ ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ چنانچہ جب انہیں معصومینؑ کے اصلاب وارحان کا انکار کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو بالآخرانہوں نے اپنے پیرومرشد خمینی کومدد کیلئے پکارااور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۸۳ پر خمینی سے ادھار مانگی ہوئی ایک لنگڑی اور قیاسی تاویل نقل کردی تاکہ جس طرح بھی ہوسکے تکذیبِ معصومؑ کردی جائے چاہےاس کی بنیاد ذاتی رائے اور قیاس ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ خمینی کی کتاب مصباح الھدایہ سے خمینی کی ایک ذاتی رائے یوں نقل کرتے ہیں:۔

امامؑ نے فرمایا کہ یہ دونور(یعنی نور محمدؐ وعلیؑ) ہمیشہ جاری ہے۔(یہ قولِ امامؑ تھا اب اس سے آگے خمینی کا اپنا قیاس شروع ہوتا ہے)۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے(یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ اشارہ کس کی طرف سے آیا ہے) کہ یہ نور عوالمِ نازلہ یعنی صُلبِ عالم جبروت سے بطنِ عالم ملکوت کی طرف اور پھر صلبِ عالم ملکوت سے بطنِ عالم پائیں کی طرف جاری ہے''۔ گویا معصومینؑ کے حقیقی اصلاب وبطون کا صاف انکار کرتے ہوئے ان الفاظ کے فرضی معنی اپنے دل سے گھڑ لئے گئے اور جب مومنین نے اس قیاسی کاروبار کوتسلیم کرنے سے انکار کردیا تو انہیں منافق ہونے کا تمغہ

عطا فرما دیا گیا چنانچہ خمینی کا قول نقل کرنے کے فوراً بعد اپنا نوٹ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ''ان اصلاب اور بطنوں سے مراد (یعنی خمینی کی مراد) عالمِ جبروت اور ملکوت ہیں۔ یہی وہ فضیلت ہے جو منافق کی سمجھ میں نہیں آتی''۔

اصلاب جمع ہے ''صُلب'' کی جس کا تعلق باپ سے ہوتا ہے اور ارحام ''رحم'' کی جمع اور بطون ''بطن'' کی جمع ہے اور ان دونوں کا تعلق ماں سے ہوتا ہے لیکن جہادی صاحب نے خمینی کی زبان بولتے ہوئے معصومینؑ کے آباء اور امہات دونوں کے حقیقی وجود کا انکار کیا اور فرمایا کہ صُلب سے مراد عالمِ جبروت اور بطن سے مراد عالم ملکوت ہے۔ چونکہ ان کا مقصد لوگوں میں عقائدِ فاسدہ پھیلانا ہے اس لئے ان کیلئے یہ بات کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کہ اقوالِ معصومینؑ اس بارے میں کیا کہتے ہیں لیکن ہم اُن کے اس مقصد کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور آپ کو بتائیں گے کہ معصومینؑ کا موقف اس بارے میں کیا ہے۔

ا۔ غایۃ المرام حصہ اوّل ۶۱ پر امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد تشریف لائیں تو بیت اللہ کے سامنے رک گئیں اور سوال کیا:۔

''اے اللہ میں تجھ پر ایمان رکھتی ہوں اور جو کچھ تیرا رسولؐ لایا ہے اس پر یقین رکھتی ہوں............ میں اس گھر کے صدقے اور اس کے بنانے والے کے صدقے اور اس مولود کے صدقے جو میرے رحم میں ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور مجھے مانوس رکھتا ہے، پس میرے اوپر زچگی کا مرحلہ آسان فرما''۔ میرا سوال یہ ہے کہ اصلاب اور

ارحام کا مطلب جنابِ ابوطالبؑ اور جناب فاطمہؑ بنتِ اسد زیادہ جانتے تھے یا جہادی یا خمینی کو زیادہ معلوم ہے؟۔ جو کچھ قیاسی گھروندہ انہوں نے بنایا ہے اس واحد مقصد یہ ہے کہ جنابِ ابوطالبؑ اور جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد اور دیگر آباء و امہات معصومینؑ کی عظمت کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیا جائے اور ہم کھُل کر اس منافقانہ حرکت کی مذمت کرتے ہیں۔

۲۔ غایت المرام ج ا صفحہ ۴۷۔ امام محمد باقرؑ ''وتقلبک فی الساجدین (شعراء ۲۱۹)'' کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ ''یعنی نبیوں کے اصلاب میں اور پاک ارحام میں خدا نے ہمیں محفوظ رکھا۔ حتیٰ کہ ہمارا یہ زمانہ آ گیا۔ اور جس شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ ہم اصلاب اور ارحام میں نہیں رہے اور ہم بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو وہ جھوٹا ہے''۔

ہم اپنی بھرپور کوشش میں تھے کہ کسی طرح جہادی صاحب کی شان میں کوئی لفظ ہماری زبان سے نہ نکلے لیکن یہاں ہماری مشکل معصومؑ نے خود ہی حل کر دی اور ایک ایسا تمغہ انہیں عطا فرما دیا جو انشاء اللہ قیامت تک ان کے ماتھے پر سجا رہے گا اور اس طرح اب ان کی ہر بات کو شک کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

سادات لائقِ سجدہ ہیں

صفحہ ۳۲۷ پر لکھتے ہیں:۔

''پاک رسولؐ کا فرمان ہے کہ اگر خدا کے بعد کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو عورت اپنے شوہر کو کرتی''۔ یہ فرمان لکھ کر انہوں نے خود تسلیم کر لیا کہ خدا کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ لیکن چونکہ معصومؑ انہیں جھوٹے کا خطاب عطا فرما چکے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا اس لئے رسولؐ اللہ کا یہ فرمان نقل کرنے کے فوراً بعد لکھتے ہیں۔ ''چونکہ اولادِ رسولؐ خود لائقِ تعظیم، لائقِ سجدہ ہیں اس لئے جو لائقِ سجدہ ہوں وہ سجدہ کرنے والوں کا کفو نہیں بن سکتے لہٰذا ایسا نکاح حرامِ مطلق ہے''۔

تمام سادات جنّتی ہیں

جہادی صاحب نے قسیم النارِ والجنۃ کے اختیارات اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ تمام سادات جنّتی ہیں خواہ وہ مومن ہوں یا منافق، خوش عقیدہ ہوں یا فاسق العقیدہ، دوستداران اہلبیتؑ ہوں یا دشمنانِ اہلبیتؑ۔ گویا ایمان، معرفت اور محبتِ اہلبیتؑ کی کوئی حیثیت نہ رہی اور جنّتی ہونے کیلئے صرف یہ شرط ٹھہری کہ انسان کسی سادات گھرانے میں پیدا ہو جائے۔ بظاہر اس بات کو گپ شپ ہی سمجھا جا سکتا ہے لیکن اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ فلسفہ بیان کر کے جہادی صاحب نے دینِ اسلام اور مذہبِ شیعہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔ ہم چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تا کہ آپ یہ سمجھ لیں کہ یہ کس قدر خطرناک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ صفحہ ۵۶ پر غیر مشروط طور پر فرماتے ہیں۔ 'صحیح النسب سیّد پر آتشِ دوزخ حرام ہے''۔

اگر کسی شرط کے بغیر ان کی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑ جائے گا کہ ساری ازواجِ معصومینؑ بھی جنتی ہیں چاہے وہ عائشہ ہو، حفصہ ہو، امّ حبیبہ ہو، جعدہ بنتِ اشعث ہو یا اسی قماش کی دوسری بیویاں ہوں کیونکہ دلیل کے طور پر انہوں نے جو روایت بیان کی ہے تو اگر اسے غیر مشروط مانا جائے تو یہی کچھ ثابت ہوتا ہے۔ صفحہ ۱۱۶ پر لکھتے ہیں۔ ''امیرؑ المومنین فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ''سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوں گے وہ میںؐ اور علیؑ، پھر حسنؑ و حسینؑ، پھر ہماری ازواج دائیں طرف، اور بائیں طرف ہماری اولاد اور ہماری ذریّت ہماری ازواج کے پیچھے، اور شیعہ ہماری اولاد کے پیچھے''۔

کوئی بھی ذی شعور انسان اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا کہ معصومینؑ کی تمام ازواج جنت میں چلی جائیں گی کیونکہ اس طرح تو اندھیر نگری چوپٹ راج برپا ہو جائے گا اور عدل خداوندی کالعدم ٹھہرے گا۔ بلکہ ہر صاحب عقل انسان ایمان، معرفت، محبتِ اہلبیتؑ اور انؑ سے وفاداری کو شرط قرار دے گا چاہے وہ ازواج ہوں، اولاد ہو یا ان کے شیعہ۔

اپنے اس بیان کو دلیل بناتے ہوئے صفحہ ۱۴۷ پر فرماتے ہیں۔ ''سید زادی تو ہر حال میں جنتی ہے۔ امّتی اگر بدکردار، دشمنِ اہلبیت، دشمنِ سادات تو یقیناً جہنمی ہے۔ ایک حتمی جنتی کا ایک حتمی دوزخی سے نکاح کیسے جائز ہو سکتا ہے''۔ گویا یہ ساری شرائط صرف امّتی کیلئے ہیں، سادات کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے کہ وہ بیشک اہلبیتؑ سے دشمنی کرتے

رہیں۔ انؑ پر ظلم کرتے رہیں پھر بھی ان سے جنت کوئی نہیں چھین سکتا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ مجھے حیرت ہے کہ غیر سادات مومنین کو حتمی دوزخی کہتے ہوئے جہادی صاحب کی زبان کیوں نہ جل گئی کیونکہ یہ تو صریحاً تکذیب وتوہینِ معصومؑ ہے۔ جن لوگوں کو وہ حتمی جہنمی قرار دے رہے ہیں، پہلے دیکھ تو لیتے کہ ان کے بارے میں معصومؑ کیا فرمارہے ہیں۔ تفسیرِ فرات صفحہ ۳۸۹ پر امام جعفر صادقؑ اپنے شیعوں کو یوں مخاطب کرتے ہیں:۔

''میں تمھاری خوشبو اور ارواح کو دوست رکھتا ہوں۔ تم آلِ محمدؐ کے شیعہ ہو، تم اللہ کی شرط ہو، تم اللہ کے انصار ہو، تم پاک ہو اور تمھاری عورتیں پاک ہیں۔ ہر مومنہ حُور ہے اور ہر مومن صدیق ہے۔ اگر تم لوگ نہ ہوتے تو جنت نہ سجائی جاتی۔ اگر تم لوگ نہ ہوتے حوریں پیدا نہ کی جاتیں''۔

ایسے طیب وطاہر لوگ جن کی وجہ سے جنت کو سجایا گیا اور حوروں کو پیدا کیا گیا، اگر کوئی بدبخت خود ان کو ہی حتمی جہنمی قرار دیتا ہو وہ پہلے خود اپنا ٹھکانہ ڈھونڈ لے کیونکہ اوّل تو وہ تکذیبِ معصومؑ کررہا ہے پھر انؑ کے محبوب کی توہین کررہا ہے۔

برابریٔ معصومؑ

جہادی صاحب نے سادات اور ائمہؑ طاہرین کو ہم معنی الفاظ فرض کرلیا ہے اور جو جو آیات واحادیث ائمہؑ کی شان میں وارد ہوئی ہیں ان کا مصداق سادات کو قرار دیا ہے اور اس طرح اپنی دانست میں سادات کو ایک آسمانی مخلوق ثابت کیا ہے جن کے گھروں میں جانے کیلئے پہلے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے (صفحہ ۱۶)۔ انہوں نے معصومینؑ کی کوئی فضیلت ایسی نہ چھوڑی جسے سادات کے سر نہ تھوپ دیا گیا ہو۔ اس کے پسِ پردہ کیا کیا مقاصد ہیں۔ اس پر آپ خود غور فرمایئے اور نتائج نکالئے۔ ہمارا کام تو صرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ہے۔

ارادۃ اللہ، مشیت اللہ، قدرت اللہ

ا۔ صفحہ ۳۳۔ ''یہی وہ جوڑے ہیں جنہیں ''ارادۃ اللہ''، ''قدرۃ اللہ''، مشیّۃ اللہ''، ''روح اللہ''، نور اللہ کہتے ہیں۔ ایسی مخلوق سے غیر کفو کا عقد قطعی حرام ہوتا ہے کیونکہ معصومؑ کا فرمان ہے۔ ''لایُقاسُ بِنا احدٌ'' یعنی ہمیں کسی پر قیاس مت کرو، ہم اور ہیں تم اور ہو۔ اور پھر مفاتیح الجنان میں 'یہ الفاظ موجود ہیں''۔ السلام علیک یا آل اللہ''۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ کی آل، اے خاندانِ خدا آپ پر میرا اسلام ہو۔ اس لئے آل اللہ سے نکاح

صرف آل اللہ کا ہی ہوسکتا ہے''۔

یہاں ہم آپ پر واضح کردیں کہ:۔

ا۔ ارادۃ اللہ اور قدرت اللہ وہ چیزیں جو پوری کائنات (مع تمام انبیاءؑ) کی خالق ہیں، سو بقول جہادی صاحب وہ سادات ہیں۔

۲۔ مشیّتُ اللہ ارادے کی ماں ہے اور جو کچھ مشیّتِ خدا میں گزر جائے وہ کسی بھی صورت ٹل نہیں سکتا۔ اور وہ بقول ہمارے ممدوح کے، سادات ہیں

۳۔ روح اللہ صرف حضرت عیسیٰؑ کو کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت مریمؑ میں روح پھونکی گئی تھی اور حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور ان کی خلقت کا سبب وہ روح تھی جو آج ہمیں معلوم ہوا کہ سادات تھی۔

۴۔ نور اللہ وہ شے ہے جس سے نورِ محمدیؐ کو خلق کیا گیا مگر کیا کیا جائے کہ وہ بھی سادات نکلا۔

سادات آلِ محمدؐ اور اہلبیتؑ ہیں

قبل اس کے کہ ہم فرموداتِ جہادی آپ کی خدمت میں پیش کریں، ہم مناسب جانتے ہیں کہ پہلے فرمائشات معصومینؑ کی روشنی میں یہ طے کرلیا جائے کہ آلِ محمدؐ اور اہلبیتؑ کون ہیں۔

ا۔ غایۃ المرام ج ا صفحہ ۱۷۵

(حموینی نے سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ میں نے عثمان کی خلافت کے زمانے میں علیؑ کو مسجدِ نبوی میں دیکھا جہاں لوگ اپنے اپنے فضائل بیان کررہے تھے۔آخر میں لوگوں نے مولا علیؑ سے کہا کہ آپ بھی اپنے فضائل بیان فرمائیں۔

(مولاؑ نے اپنے فضائل بیان کرنا شروع کئے جن میں سے ایک ہم نقل کررہے ہیں)

''پھر حضرت علیؑ نے فرمایا۔''تمھیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ پاک نے اپنے آخری خطبے میں فرمایا تھا۔''میں دو چیزیں، کتاب اور عترتِ اہلبیتؑ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے اور ان سے تمسک رکھنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا''۔اُس وقت عمر غضبناک صورت میں اٹھے اور کہا۔''یارسولؐ اللہ کیا آپؐ کے تمام اہلبیت مراد ہیں؟'' فرمایا۔''نہیں تمام اہلبیت نہیں بلکہ جو اُن میں سے اوصیاء ہیں اور ان اوصیاء میں پہلے علیؑ جو میرے وزیر، وارث اور میری امت میں میرے خلیفہ ہیں اور میرے بعد حوض کے مولا ہیں۔ پھر بیٹا حسنؑ، پھر حسینؑ کی نسل سے نو امام یکے بعد دیگرے ہوں گے جو میرے پاس حوضِ کوثر پر آئیں گے''

۲۔غایۃ المرام ج ا صفحہ ۴۵۵۔رسولؐ اللہ نے فرمایا۔

''اے لوگو یہ میرے اہلبیتؑ ہیں،تم ان کی توہین کررہے ہو جبکہ میں ابھی زندہ ہوں۔ خدا کی قسم اگر میں تم سے غائب ہو گیا تو اللہ تم سے کبھی غائب ہونے والا نہیں ہے۔خدا کی قسم اس شخص کیلئے خوشحالی، راحت اور بشارت ہے جو علیؑ کو امام سمجھے گا اور انؑ سے محبت کرے گا،ان کو سلام کرے گا اور اُن کی نسل کے اوصیاء پر سلام کرے گا''۔

معصومؑ کی زبانی آپ نے جان لیا کہ اہلبیتِؑ رسولؐ سے کون مراد ہیں اور اب جہادی صاحب کی بات سنتے ہیں:۔

۱۔صفحہ۹۳۔

''اختصاراً عرض ہے کہ لفظِ عترت یا اولادِ رسولؐ یا ذریتِ رسولؐ یا ذی القربٰی یا لفظِ اہلبیت ہو اس سے مراد ساداتِ بنی فاطمہؑ ہے۔

۲۔صفحہ۲۶۴۔

''اللہ کے مصطفٰی افراد جن پر اللہ نے سلام کیا ہے ان میں حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ الزاہراء، سرکارِ امام حسنؑ، سرکارِ امام حسینؑ اور تا قیامت آنے والی تمام اولاد ہے'' اس کے بعد بطور خلاصہ یہ سطور لکھتے ہیں:۔

''لفظِ اہلبیت سے مراد صرف معصوم ائمہؑ نہیں ہیں بلکہ تا قیامت آنے والی تمام سادات ہیں۔ بنی فاطمہؑ ہی مصداقِ اہلبیت ہیں۔ ساداتِ بنی فاطمہ قیامت تک کیلئے مصطفٰی ہیں۔ ذاتِ احدیت نے ساداتِ بنی فاطمہ کو دو مرتبہ سلام کیا ہے''۔

۳۔صفحہ۸۱

''ذرّیتِ رسولؐ، آلِ رسولؐ، عترتِ رسولؐ، ذی القربٰی اور اہلبیت سے مراد قیامت تک آنے وای ساداتِ بنی فاطمہؑ ہے''۔

کہتے ہیں کہ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا۔ اسی کا عملی ثبوت ہمیں اس وقت ملا جب ہم نے جہادی صاحب کے تمام مندرجہ بالا ارشادات پڑھنے کے بعد ان کی کتاب کے

صفحہ ۲۸۷ پر نظر ڈالی جہاں وہ کوئی دوسری ہی زبان بول رہے ہیں اور معانی الاخبار اور تفسیر البرہان سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ بھی یہ روایت ملاحظہ فرمائیے اور یقین کر لیجئے کہ چاند پر خاک نہیں ڈالی جاسکتی۔

''ابوبصیر نقل کرتے ہیں کہ میں نے صادقؑ آلِ محمد سے عرض کیا کہ آلِ محمدؐ کون ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ سرکارِ رسالت مآب کی ذرّیت اور بیٹے۔ میں نے عرض کیا کہ آپؐ کے اہلبیتؑ کون ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ائمہؑ طاہرین جو آپؐ کے بعد آپؐ کے جانشین ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپؐ کی عترت کون ہیں۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اصحابِ کساء جو آپؐ کے ساتھ چادرِ تطہیر میں تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپؐ کی امت کون لوگ ہیں۔ آپؑ ے فرمایا کہ وہ مومنین جنہوں نے ان تمام چیزوں کا اعتراف کیا اور تصدیق کی جو حضورؐ لے کر آئے اور دوگراں قدر چیزوں جن کے متعلق رسولؐ خدا وصیت کر گئے تھے یعنی قرآن اور اہلبیتؑ کے ساتھ تمسک رکھنا۔ وہی اہلبیتؑ جن سے خدا نے ہر طرح کی آلودگی اور پلیدی اور رجس کو دور رکھا ہے اور انہیں ہر طرح سے پاک و پاکیزہ رکھا ہے اور وہ رسولِ خدا کے بعد انؐ کی طرف سے امت میں جانشین ہیں''۔

یہ واضح ترین حدیث ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ کو حیرت ہوگی کہ مرغے کی ایک ٹانگ کے مصداق یہ حدیث نقل کرنے کے فوراً بعد ''عرضِ مؤلف'' کے زیرِ عنوان فرماتے ہیں۔ ''مذکورہ حدیث میں آلِ محمدؐ سے مراد ساداتِ بنی فاطمہؑ ہیں''۔

آیۂ تطہیر کا مصداق سادات ہیں

ا۔صفحہ ۲۲۲ پر لکھتے ہیں ''اللہ نے مسلمان کیلئے مشرکہ عورت اس لئے حرام کی ہے کہ بنصِّ قرآن مشرکات نجس ہیں اور مسلمات پاک ہیں لہٰذا نجس اور پاک دونوں ایک دوسرے کیلئے کفو نہیں ہو سکتے تو پھر جو اولادِ رسولؐ ''یُطَہِّرَ کُم تطہیرا'' ہیں وہ تمھارے لئے جائز کیسے ہو سکتی ہیں؟۔ پھر کفار سے حرمتِ نکاح کا حکم قرآنِ حکیم میں کیوں آیا ہے، اس لئے کہ وہ کلمہ گو نہیں ہیں، وہ صاحب اسلام نہیں ہی۔ ثابت ہوا کہ کفر اور اسلام آپس میں ہم کفو نہیں ہیں اس لئے نکاح حرام ہے۔تو پھر کلمہ پڑھنے والے اور وہ جن کا کلمہ پڑھا جاتا ہے، جن کی مودۃ اجرِ رسالت کی صورت میں واجب ہے، ایک عام کلمہ گو ان کا ہم کفو کیسے ہو سکتا ہے''۔

آپ محسوس فرمائیں گے کہ اس مقام پر جہاں انہوں نے تمام سادات کو آیۂ تطہیر کا مصداق قرار دیا ہے وہیں مومنینِ غیر سادات کو مشرکین و کفّار کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ان کی تحریر سے یہ بھی ثابت ہے کہ کلمہ پڑھنا صرف غیرِ سادات پر واجب ہے، سادات پر نہیں۔ بلکہ حقیقتاً کلمہ سادات کا ہی پڑھا جاتا ہے لہٰذا کلمہ پڑھنے والے اور ہیں اور جن کا کلمہ پڑھا جاتا ہے وہ اور ہیں۔لہٰذا اصل کلمہ یوں ہونا چاہیئے۔ ''لا الٰہ الا اللہ، محمدؐ الرسول اللہ، علیؑ ولی اللہ، جہادی صاحب آل اللہ، روح اللہ، نور اللہ''۔صرف اسی صورت میں کلمہ پڑھنے والے اور ہوں گے اور جن کا کلمہ پڑھا جاتا ہے وہ اور ہوں

گے۔ ورنہ جو کلمہ تمام مومنین پڑھتے ہیں وہی کلمہ جہادی صاحب بھی پڑھتے ہیں۔

۲۔ صفحہ ۵۰۹ پر کسی قولِ معصومؑ سے دلیل لانے کی بجائے ایک عالمِ اہلسنت شیخ محی الدین عربی کی تفسیر بالرائے کو اپنی دلیل بناتے ہیں اور ان کی کتاب ''فتوحات'' سے یہ عبارت پیش کی ہے:۔

''محی الدین عربی آیۂ تطہیر کے ذیل میں رقمطراز ہیں کہ آیۂ تطہیر کے ذیل میں تا قیامت تمام اولادِ زہراءؑ بخشی ہوئی اور پاک ہے لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس آیت کی رو سے یہ عقیدہ رکھے کہ تا قیامت اولادِ زہراءؑ مغفور ہے، کسی مسلمان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اولادِ بتولؑ کی لغزشوں پر ان کی مذمت کرے''۔

یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ جب جہادی صاحب تمام سادات کو آیۂ تطہیر کا مصداق بنانے پر تلے ہوئے ہیں تو انہیں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ یہ آیت عصمت کی دلیل ہے کیونکہ ''رجس'' ہر نجاست کو کہتے ہیں چاہے وہ ظاہری ہو یا باطنی۔ اسی لئے ائمہؑ معصومین نے ہمیشہ اس آیت کو اپنی عصمت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ رجس مین وہ عارضہ بھی شامل ہے جو عورت کو ہر ماہ لاحق ہوتا ہے۔ جہادی صاحب کو چاہیئے تھا کہ پہلے گھر میں صحیح صورتحال کا جائزہ لے لیتے اس کے بعد ہی یہ بات منہ سے نکالتے۔ لیکن اگر وہ دعویٰ کر ہی بیٹھے ہیں تو انہیں تمام سادات کے معصوم ہونے کا عقیدہ بھی رکھنا چاہیئے۔ معصوم سے لغزشیں نہیں ہوا کرتیں کہ لوگ ان کی مذمت کریں۔ معصوم گناہ نہیں کرتا کہ اس کی مغفرت کی جائے کیونکہ مغفور تو وہی ہوگا جس نے گناہ کئے

ہوں۔

۳۔ تضاد بیانی ہمیشہ دلیلِ باطل ہوا کرتی ہے اور حق بات کو چھپانے کی لاکھ کوشش کی جائے لیکن یہ حق کی خاصیت ہے کہ وہ ہر حال میں ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ جہادی صاحب کا حشر بھی وہی ہوا جو اس قسم کے لوگوں کا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۵۰۹۔۵۱۰ پر پہلے تو اپنی پرانی لاف گزاف ہانکتے ہیں۔ لیکن آخر کار انہیں حق کو اگلنا ہی پڑتا ہے۔

صفحہ ۵۰۹ پر فرماتے ہیں۔ ''چونکہ نبیؐ اکرم انگاہِ قدرت میں محبوب ترین خلائق تھے اس لئے ذاتِ احدیت نے ان کی عزت کے پیشِ نظر ان کی تمام اولاد کو ہر رجس سے مبّرا رکھا ہے کیونکہ رجس طبعی عملی ذہنی فکری اور عقلی پستی کا نام ہے۔ لہٰذا آلِ محمدؐ کے سلسلے میں کسی قسم کی بدظنی کو اپنے ذہن میں کبھی جگہ نہ دینا۔ یہ لوگ ذاتاً پاکیزہ ہیں اور اس خصوصیت میں تمام اولادِ زہراءؑ تا قیامت شامل ہیں۔ اہلسنت کی بعض روایات جو انہوں نے آیۂ تطہیر کی تفسیر میں نقل کی ہیں جن سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان (یعنی اہلسنت) کے نزدیک اگرچہ نزولِ آیہ کا مصداق صرف خمسۂ نجباء ہیں لیکن آیت مخصوص صرف ان سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق تا قیامت آنے والی اولادِ بتولؑ سے ہے''۔ لیکن اس کے فوراً بعد صفحہ ۵۱۰ پر فرماتے ہیں۔ ''میری ان باتوں اور مذکورہ بالا شواہد سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ میں آیۂ تطہیر کا مصداق معصومین کو نہیں مانتا نعوذ باللہ۔ کیونکہ ائمہؑ اہلبیتؑ نے آیہ تطہیر کی جو تفسیر بتائی ہے اس کے مطابق آیۂ تطہیر کا مصداق صرف اور صرف ائمہؑ معصومین ہی ہیں جو جسماً و روحاً ہر دو اعتبار سے طیّب و طاہر

ہیں''۔

اللہ کا احسان ہے کہ اس نے جہادی صاحب کی سعیٔ باطلہ کو ناکام بنادیا اور انہیں کی زبان سے حق کا اقرار کرادیا اور ان سے تسلیم کرالیا کہ وہ جو بھی باطل دعوے کر رہے تھے ان کی بنیاد اہلسنت کی تفسیر بالرائے تھی لیکن تفسیرِ ائمہؑ اس سے یکسر مختلف ہے۔

سادات آیۂ مودّت میں شامل ہیں

آیۂ مودّت کی رو سے مودّتِ اہلبیتؑ شرطِ ایمان بھی ہے اور شرطِ عمل بھی۔ جہادی صاحب کا فرمان یہ ہے کہ مودّت صرف چہاردہ معصومینؑ تک ہی محدود نہیں بلکہ سادات بھی اس میں شامل ہیں۔

ا۔صفحہ ۹۲ پر بجائے اس کے کہ اس آیت کی تفسیر کسی معصومؑ سے نقل کرتے، ایک بار پھر ایک مولوی کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

''سرکار آیت اللہ محمد باقر داماد اپنی تصنیف ''فضائل السادات'' صفحہ ۵۷ درضمن آیۂ مودّت لکھتے ہیں کہ ''محبتِ اہلبیتؑ از جملہ اصولِ دین و ارکانِ اسلام است''۔ اہل بیت کی مودت اصولِ دین اور ارکان اسلام ہے۔ اس کا تعلق عقائد سے ہے نہ کہ فروع دین سے۔ لہٰذا عقائد میں تقلید حرام ہے تو پھر کسی کو ساداتِ بنی فاطمہؑ کی تقدیر کے فیصلے کرنے کا حق نہیں ہے۔ قیامت تک آنے والی اولادِ رسولؐ قربیٰ میں شامل ہیں۔ ہر دور کے سادات کی مودّت ہر دور کے امّتی پر واجب ہے''۔

۲۔صفحہ۱۲۹ پر ایک عنوان قائم کرتے ہیں کہ ”سادات سے محبت حلالی ہونے کی علامت ہے“ پھر لکھتے ہیں کہ ”عقدِ سید زادی کو مباح جان کر آپ کس صف میں کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔حلالی یا حرامی؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

سادات آیۂ درود میں شریک ہیں

ا۔صفحہ۲۶۴۔۲۶۵ پر لکھتے ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ نے ساداتِ بنی فاطمہؑ پر اسی طرح سلام کیا ہے جس طرح اولوالعزم مرسلینؑ پر کیا ہے۔آیتِ درود میں اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ میں بھی محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود اور سلام بھیجتا ہوں۔اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔ثابت ہوا کہ تمام صاحبانِ ایمان کو حکم ہے کہ سادات،بنی فاطمہؑ پر درود بھی بھیجو اور سلام بھی۔اب جن لوگوں کو درود وسلام بھیجنے کا حکم ہے وہ یقیناً سادات بنی فاطمہؑ کو محکوم بنا کر نہیں رکھ سکتے۔لہٰذا جن پر درود وسلام پڑھنا واجب ہو،اسے اپنے فراش کی زینت وہ شخص ہرگز نہیں بنا سکتا جس پر خود درود وسلام پڑھنا واجب قرار دیا گیا ہو۔تو ثابت ہوا کہ سید زادی سے غیر فاطمی سید کا نکاح قطعی حرام ہے“۔

یہ عبارت بالکل واضح ہے لہٰذا اس پر کوئی تبصرہ کرنا بیکار ہے۔البتہ دو باتیں ضرور سمجھ میں آتی ہیں۔اوّل یہ کہ سادات اور ہیں اور صاحبانِ ایمان اور ہیں۔دوئم یہ درود و سلام بھیجنا صرف صاحبانِ ایمان پر واجب ہے،سادات پر واجب نہیں ہے۔صفحہ ۶۷

پر لکھا ہے کہ ''۲۴ گھنٹے جس کے وجود پاک پر سلام پڑھا جائے اسی ذاتِ پاک کو معصوم کہتے ہیں'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ دنیا بھر میں ۲۴ گھنٹے کہیں نہ کہیں نماز پڑھی جارہی ہوتی ہے اور نماز میں درود وسلام بھیجا جارہا ہوتا ہے۔ اس لئے یقیناً سادات معصوم ہیں۔ العیاذ اًباللہ!

سادات سفینۂ نوح ہیں

صفحہ ۱۱۶ پر لکھتے ہیں:۔

''فریقین نے اپنی اپنی کتب میں اسناد کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری اہلبیتؑ مثلِ سفینۂ نوحؑ ہیں، جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ غرق ہو گیا''۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔ ''چونکہ علماءِ اعلام کے مطابق فرامینِ معصومینؑ میں یہ فیصلہ ہے کہ اہل بیتؑ سے مراد ہر دَور میں اولادِ زہراءؑ ذریتِ رسولؐ ہے ان کی مخالفت کرنے والا ہلاک ہوگا''۔

یہ تو خیر جہادی صاحب کی خیالی دنیا تھی لیکن ہم آپ کی خدمت میں فرمانِ معصومؑ پیش کئے دیتے ہیں تا کہ آپ منزل یقین پر پہنچ سکیں۔

غایت المرام ج ا صفحہ ۲۴۴۔ رسولِ پاکؐ نے مولا علیؑ سے فرمایا۔

''یا علیؑ! آپؑ اور آپؑ کی نسل سے تمام ائمہؑ کی میرے بعد سفینۂ نوحؑ کی مثال ہے۔ جو

نوحؑ کی کشتی پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو کشتی پر سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا''۔

صراط سے گزرنے کا پروانہ

فضائلِ سادات بیان کرتے ہوئے صفحہ ۱۶۳ پر ایک حدیث نقل کرتے ہیں اور اس سے مراد سادات کو لیتے ہیں:۔

''مقداد بن اسود سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آلِ محمدؐ کی معرفت آتشِ دوزخ سے نجات پانے کا ذریعہ ہے اور آلِ محمدؐ کی دوستی صراط سے گزرنے کا پروانہ ہے اور آلِ محمدؐ کی ولایت کا قبول کرنا عذابِ خدا سے امان پانے کا ذریعہ ہے''۔

لوگوں کو چاہیئے کہ پہلے تو جہادی صاحب کی معرفت حاصل کریں، ان کی ولایت کا اقرار کریں اور اس کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو سکے ان کے پاس پہنچیں اور ان سے صراط سے گزرنے کا پروانہ حاصل کریں۔

سادات کی طرف دیکھنا عبادت ہے

صفحہ ۳۰۸ پر امام رضاؑ کا ایک فرمان لکھتے ہیں جس میں آپؑ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''نبیؐ کریم کی تمام ذرّیت کی طرف دیکھنا عبادت ہے، اس وقت جبکہ وہ انؐ کے طریقۂ کار اور روش سے منحرف نہ ہو اور گناہوں کا ارتکاب نہ کرے''۔

حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ امامؑ نے فرمانِ نبیؐ کو ان کی معصوم ذریت تک محدود کر دیا ہے لیکن جہادی صاحب کو یہ بات منظور نہیں۔ چنانچہ بنامِ مؤلف فوراً یہ نوٹ

لکھا۔

''لیکن بعض احادیث میں تمام اولادِ رسولؐ کو دیکھنا عبادت ہے جو ہم عرض کر چکے ہیں۔ یہاں مولاؑ نے کسی کے سامنے مصلحت کے تحت ارشاد فرمایا ہے تا کہ گناہ گاروں کو گناہوں سے بچایا جاسکے''۔ اگر یہ اصول مان لیا جائے تو پھر جان علی شاہ کاظمی، گلاب شاہ اور مودودی جیسے لوگوں کو دیکھنا عبادت قرار پائے گا۔ جہادی صاحب کو چاہیئے کہ ایسی عبادت وہ خود ہی کرتے رہیں، مومن تو اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

جنابِ زہراءؑ اور معصومہ ؑقم برابر ہیں العیاذ اًباللہ

صفحہ ۶۵ پر پہلے تو جنابِ فاطمہ بنتِ امام موسیٰ کاظم کی عصمت کی ایک عجیب وغریب دلیل دیتے ہیں جو شاید ان کا الہامی کلام ہے۔ فرماتے ہیں۔'' آپ کے اسمِ گرامی میں لفظِ معصومہ کا موجود ہونا اور ہر عالم و جاہل کا آپ کو''معصومہ ؑقم کے کلمات سے یاد کرنا ہی دلیلِ عصمت ہے''۔ اس کے بعد اپنے پیرو مرشد خمینی کا ایک شعر لکھتے ہیں جس سے جہادی صاحب اور خمینی دونوں کے عقیدۂ فاسدہ کا پتہ چلتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں گُرو چیلے اُمّ الائمہؑ ، باعثِ تخلیقِ کائنات، مرکزِ مودّت اور معدنِ رسالت جنابِ سیدہ فاطمہؑ الزہراء اور معصومہ ؑقم کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ اب خمینی کا وہ شعر ملاحظہ فرمایئے جو جہادی صاحب نے، بقول ان کے،

تبرّ کاؔ درج کیا ہے:۔

لم یلدم بستہ لب وگرنہ بگفتم

دُختِ خدایند این دونورِ مطہّر

ترجمہ:۔ اگر لم یلد میرے لبوں کو بند نہ کردیتا تو میں برملا کہتا کہ دونوں نور(جنابِ زہراءؑ اور جنابِ معصومہ قُمؑ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں'' ۔(یعنی خمینی اور جہادی صرف لم یلد کی وجہ سے خاموش ہیں کیونکہ اس میں مار پڑنے کا اندیشہ ہے ورنہ حقیقتاً عقیدہ ان کا عیسائیوں والا ہی ہے اور وہ جناب سیدہؑ اور جناب فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظمؑ کو ایک دوسرے کے برابر سمجھتے ہیں۔ ہم جنابِ زہراءؑ کی شان میں تقصیر اور گستاخی کرنے والوں کا معاملہ سید اور غیر سید مومنین پر چھوڑتے ہیں جبکہ اصل فیصلہ تو احکم الحاکمین ہی کرے گا۔

وجودِ سادات ضروری ہے

یہاں پہلے ہم کتاب غایۃ المرام ج ا صفحہ ۱۴۵ سے ایک حدیث سُنواتے ہیں اس کے بعد فرمانِ جہادی پیش کریں گے۔ ''امام حسنؑ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ پاکؐ نے حمد وثناء کرنے کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔'' اے لوگو مجھے اللہ کے بلانے پر لبیک کہنا ہے۔ میں تمھارے درمیان دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں، کتاب اللہ اور میری عترت اہلبیتؑ ۔اگر ان دونوں سے تمسک رکھوگے تو کبھی گمراہ

نہ ہوگے۔ پس ان سے سیکھو، ان کو سکھاؤ نہیں کیونکہ وہ تم سے کہیں زیادہ علم رکھتے ہیں اور زمین ان کے وجود سے خالی نہ ہوگی۔ اگر زمین ان سے خالی ہوئی تو وہ اپنے اہل کو غرق کردے گی"۔ پھر فرمایا۔"اے اللہ میں جانتا ہوں کہ انؑ کا علم پرانا اور ختم ہونے والا نہیں ہے اور ان کے وجود سے تو کبھی زمین کو خالی نہ رکھے گا، خواہ ظاہر ہوں یا مخفی ہوں، تاکہ تیری دلیل کامل رہے اور تیرے اولیاء ہدایت کے بعد گمراہ نہ ہوں"۔

یہ تو تھا فرمانِ رسولؐ اور اب دیکھتے ہیں کہ جہادی صاحب اس مقام پر اہلبیتؑ سے کیا مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۳۳۴ پر قولِ امیرؑ المومنین نقل کرتے ہیں اور پھر نتیجہ اپنی مرضی کا نکالتے ہیں۔"آگاہ ہوجاؤ کہ آلِ محمدؐ کی مثال ستاروں جیسی ہے جو آسمان پر ہیں۔ یعنی ستارے امان ہیں واسطے اہلِ سماء کے اور میرے اہلبیتؑ امان ہیں اہلِ زمین کیلئے، پس جب ستارے گم ہوجاویں گے تو اہلِ آسمان کیلئے آوے گا وعدے کا دن جو کیا گیا اور جب اہلبیتؑ زمین پر نہ رہیں گے تو اہلِ زمین کیلئے جو وعدہ کیا گیا آئے گا یعنی قیامت آجائے گی"۔ اب اس کا جو نتیجہ جہادی صاحب نے نکالا ہے وہ بھی ذرا دیکھ لیں۔

یہ فرمانِ معصومؑ نقل کرنے کے فوراً بعد فرماتے ہیں"پس نکاحِ سیدہ اولادِ فاطمہؑ غیر سید پر حرام ہے"۔

صفحہ ۲۵۱ پر یوں موتی بکھیرتے ہیں۔"چونکہ بظاہر رسولؐ الثقلین ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، وہ صرف اپنی اولاد کی شکل میں موجود ہیں۔ پس اگر دنیا میں اولادِ رسولؐ

موجود نہ ہوتی تو دنیا اپنے ساکنین کے ساتھ فنا ہو چکی ہوتی۔ بعد از رسالت مآب اس زمین کا فنا نہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ دنیا میں رسولؐ کی مانند و مثل کوئی وجود موجود ہے اور ایسا وجود سوائے اولادِ رسولؐ کے اور کوئی نہیں ہے۔ پس اولادِ رسولؐ کی بدولت دنیا قائم ہے''۔

سادات اور قرآن ہم مرتبہ ہیں

ہر مسلمان اس بات کا قائل ہے کہ قرآنِ مجید معصوم ہے، طیب و طاہر ہے، رسولؐ اللہ کا معجزہ ہے، ثانیِ ثقلین ہے اور قیامت تک لوگوں کی ہدایت کرنے والا ہے۔ کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ قرآن کو کسی ایسی چیز سے تشبیہ دے دے جو نجاسات میں گھری ہوئی ہو۔ جس کی پوری زندگی دو غسلوں کے درمیان محصور ہو۔ وہ پیدا ہو تب بھی نجس ہے اور غسل دے کر اسے پاک کیا جاتا ہو اور وہ مرے تب بھی نجس ہے جب تک کہ اسے غسل نہ دے دیا جائے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے جراء تمند اور بے باک ہوتے ہیں جن کی نگاہ میں قرآنِ مجید کی حیثیت کا غذوں کے اُس پلندے سے زیادہ نہیں ہوتی جسے دو گتّوں کے درمیان باندھ دیا جائے۔ ہمارے جہادی صاحب کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے جن کے چند اقوالِ زرّیں آپ کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

ا۔ صفحہ ٨٩۔ حدیثِ ثقلین نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں تین فریق

مذکور ہیں:

(۱)۔ایک وہ ہستی جو کتاب وعترت کو چھوڑ کر جا رہا ہے یعنی پیغمبرِ اکرمؐ۔

(۲)۔ایک وہ گروہ جنہیں چھوڑا جا رہا ہے یعنی قرآن اور عترت۔

(۳)۔ایک وہ گروہ جن میں کتاب وعترت کو چھوڑ کر حضورؐ جا رہے ہیں یعنی امت صحابہ کرام۔

سرکارِ رسالتؐ نے عترت کو کیوں چھوڑا؟۔اس لئے کہ وہ لوگوں کو گمراہی سے بچا سکیں۔گمراہ ہونے کا خدشہ کن لوگوں کو تھا؟ امت کو۔اب جن کے گمراہ ہو جانے کا احتمال تھا وہ ہے امّت۔اب فیصلہ کرنا ہوگا کہ ایک گمراہ ہونے والا ایک ہادی کا کفو کیسے ہوسکتا ہے؟''

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف نے تین مفروضے قائم کئے ہیں:

(۱) یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ رسولؐ اکرم نے دو چیزیں چھوڑی ہیں۔قرآن اور سادات (جن میں حسنِ اتفاق سے ائمہؑ طاہرین بھی شامل ہیں)۔

(۲)۔ہادی سے مراد سادات ہیں (جن میں حسنِ اتفاق سے ائمہِؑ طاہرین بھی شامل ہیں)

(۳) یہ بھی فرض کرلیا گیا ہے کہ گمراہ ہونے کا اندیشہ صرف امت کو ہے۔سادات تو کبھی گمراہ ہو ہی نہیں سکتے۔

ایسے مخبوط الحواس انسان کی بات کا بھلا کیا جواب ہوسکتا ہے۔

۲۔ صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہیں۔

''حدیث ثقلین کے بارے میں آیت اللہ سرکار محمد باقر داماد فرماتے ہیں کہ حدیثِ ثقلین میں عترت اور اہلبیت سے مراد صرف ائمہؑ معصومین ہی نہیں کہ صریحاً یا ضمناً اس میں تمام ذریّتِ رسولؐ شامل ہے''۔

ایک غیر معصوم مولوی کے باطل قول کو دلیل بنانے کے بعد لکھتے ہیں۔ ''کیونکہ قران اور عترت اہلبیتؑ تا قیامت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر سرکار رسالتؐ کے پاس پہنچ جاویں۔ تو جس طرح ہر دور میں قرآن کا ظاہراً موجود ہونا واجب ہے اسی طرح عترتِ رسولؐ (یعنی سادات) کا بھی ہر دَور میں ظاہراً موجود ہونا واجب ہے''۔

مومنین کو یقیناً علم ہوگا کہ اہلبیتؑ کا ثانیِ ثقلین ہونا شیعہ مذہب کے نزدیک وجودِ امامؑ کی ایک محکم لیل ہے جسے جہادی نے سادات کے سر لگا دیا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اہلبیتؑ کی کسی بھی فضیلت میں کسی اور کو شریک کرنا ہی اصل شرک ہے۔ صفحہ ۹۱ پر لکھتے ہیں۔ ''اولادِ رسولؐ چاہے کیسی بھی ہو، یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ وہ قرآن کی ہم سفر ہو کر جنت میں حوض پر پیغمبرِ اسلامؐ کے پاس پہنچیں گے''۔ یہاں صاف صاف کہہ دیا گیا کہ سادات چاہے بدکردار ہو، بدعقیدہ ہو، منافق ہو، دشمنِ اہلبیتؑ ہو مگر وہ بہر حال ثانیِ ثقلین ہے۔

۳۔ صفحہ ۱۱۰ پر ایک مرتبہ پھر ایک مولوی کی ذاتی رائے کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اولادِ فاطمہؑ مثلِ قرآن مجید ہے، ان کا احترام واجب ہے۔ صالحینِ سادات آیات محکمات کی مثل ہیں، ان کی پیروی کی جائے اور جوغیرِ صالح ہیں وہ آیاتِ منسوخہ کی طرح ہیں ان کا بھی احترام واجب ہے مگران کی اقتدائی نہ ہوگی''۔

یہاں تین باتوں پرغور کرنا ضروری ہے:۔

(۱)۔مثل'' کے معنی ہیں''ذات میں ایک جیسا ہونا'' کیا سادات مثلِ قرآن ہوسکتے ہیں جبکہ ان میں اچھے اور برے دونوں قسم کے لوگ موجود ہیں اور جواچھے بھی ہیں وہ بھی غیرمعصوم ہیں؟۔

(۲)۔آیاتِ محکمات کواللہ نے قرآن میں''اُمّ الکتاب'' کہا ہے۔اُمّ کے معنی ہیں وہ شے جوکسی شے کوجنم دے اور تفاسیر سے ثابت ہے کہ امّ الکتاب سے مراد مولا امیرؑ المومنین ہیں۔کیا سادات ایسا دعویٰ کرنے کی جراءت کرسکتے ہیں؟۔

(۳)۔غیرِ صالح سادات کوآیاتِ منسوخہ قرار دے کرقرآن کی شدید توہین کی گئی ہے کیونکہ غیر صالح ہونا ایک نقص ہےاوراس طرح قرآن کی بعض آیات کوناقص قرار دیا گیا ہے۔ اس موقعے پر ہم صرف ایک حدیثِ معصومؑ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اوراسی سے آپ کواندازہ ہوجائے گا کہ عالمِ قرآن اوروارثِ قرآن کون ہیں۔

غایت المرام صفحہ ۲۹۶۔امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔

''اے یونس! جب تجھے علم کی ضرورت ہوتو ہمارے پاس آ۔ ہمیں شرحِ حکمت اور

فصلِ خطاب وراثت اور دیگر ذرائع سے عطا ہوا ہے''۔ یونس نے عرض کیا کہ''اے فرزندِ رسولؐ کیا اہلبیت کے تمام افراد اس چیز کے وارث ہیں جو آپؑ نے سابقین سے وراثت میں لی ہے، جو بھی علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہے؟''۔ آپؑ نے فرمایا۔''علم اور حکمت کے وارث صرف بارہ امامؑ ہوتے ہیں اور وہ بارہ امامؑ ہم ہیں''۔

تمام سادات عالمِ قرآن اور وارثِ قرآن ہیں

ا۔ سورۂ فاطر کی آیت ۳۲ کے معنی صفحہ ۲۷۲ پر اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

(الف)۔ ہم نے نبیؐ معظم کے بعد علومِ قرآن بطور وارث ان لوگوں کے سپرد کیا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا ہے یعنی اولادِ جناب زہراؑ''۔

ایک اندھا بھی یہ جان لے گا کہ یہ دعویٰ صریحاً باطل ہے کیوں اس پوری کائنات میں سوائے ائمہؑ طاہرین کے ایک شخص بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ عالم قرآن ہے کیونکہ قرآن کا اپنا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی خشک وتر اور حاضر وغائب شے ایسی نہیں ہے جو قرآن میں نہ ہو۔ کس کی مجال ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرسکے کہ وہ کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم رکھتا ہے۔ معلوم نہیں جہادی صاحب یہ لطیفے کسے سنانا چاہتے ہیں۔

۲۔''ان اولادِ زہراءؑ میں سے کچھ ظالم''لنفسہٖ'' ہیں۔ یعنی اپنے امامؑ کی معرفت نہیں رکھتے''۔

یہ دعویٰ بھی بے بنیاد ہے کیونکہ جو شخص اپنے امام کی معرفت نہیں رکھتا وہ رسولؐ اللہ کے

فرمان کے مطابق کا فرومنافق ہے اور جاہلیت کی موت مرے گا۔ ایسے شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ عالم قرآن اور وارثِ قرآن ہے ایک بھیانک فریب کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص عالمِ قرآن ہو اور امامؑ کے بارے میں نہ جانتا ہو جبکہ پورا قرآن امامؑ کے فضائل سے بھرا پڑا ہے؟۔ یہاں تو محض امامؑ سے ناواقفیت ہی کا ذکر تھا لیکن صفحہ ۲۷۸ پر بات اس سے بھی کچھ آگے بڑھ جاتی ہے جہاں فرمایا گیا کہ ''ظالم لنفسہٖ سے مراد اپنے زمانے کے امامؑ کا اقرار نہ کرنے والا ہے''۔ یعنی منکرِ امامؑ بھی معاذ اللہ عالم قرآن ہے اور اس کی توثیق صفحہ ۲۷۹ پر یوں کرتے ہیں کہ ''اِس آیت کے مصداق ساداتِ بنی فاطمہؑ کے تمام افراد ہیں''۔

۳۔ صفحہ ۲۸۲ پر اپنی اسی بات کو دوہراتے ہیں۔ ''ظالم لنفسہٖ سے مراد ذریتِ جناب زہراءؑ ہیں اور یہ ایسے افراد ہیں جن کے عقائد درست نہیں اور جو اپنے زمانے کے امامؑ کے منکر ہیں''۔ یہ سب کچھ انہوں نے جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے لکھا حالانکہ وہ اصل حقیقت سے واقف ہیں جیسا کہ صفحہ ۳۶۶ پر ایک حدیث لکھتے ہیں جس میں امام حسینؑ فرماتے ہیں۔ ''جب دین کی جنگ ہو تو نسبی رشتے کام نہیں آتے''۔

سادات کے بچوں کی ولادت مسجد میں ہو سکتی ہے

صفحہ ۳۵۳، ۳۵۴ پر لکھتے ہیں:۔

''سلیم بن قیس ہلالی سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرتِ امیرؑ المومنین نے مہاجرین وانصار

سے فرمایا۔ ''کیا تم اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے مسجد کیلئے زمین خرید کی جوان کو دی گئی جس کے ساتھ اپنے مکانوں کی جگہ بھی خرید فرمائی پھر اس میں دس مکان بنوائے جن میں نو اپنے لئے اور دسواں جو اُن کے درمیان تھا مجھے عطا فرمایا۔ پھر جب تمام لوگوں کو ان کے دروازوں کو جو مسجد کی طرف تھے بند کرنے کا حکم صادر فرمایا سوائے میرے دروازے کے تو اس پر اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کیا تو رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ نہ تو میں نے تمھارے دروازے بند کئے ہیں اور نہ میں نے اس کا دروازہ کھولا ہے لیکن خدا نے تمھارے دروازے بند کرانے کا حکم دیا ہے۔ بے شک تمام لوگوں کو سوائے میرے، خدا نے مسجد میں سونے سے منع فرمادیا ہے۔ میری اور رسولؐ اللہ کی رہائش مسجد میں تھی۔ میری اور رسولؐ اللہ کی اولاد (سرکارِ حسنؑ، سرکارِ حسینؑ، جناب زینبؑ، جناب امّ کلثومؑ) کا ظہور مسجد میں ہی ہوا''۔ تمام مہاجرین وانصار نے بیک زبان کہا۔ ''ایسا ہی ہے''۔

جو حدیث اوپر لکھی گئی وہ صریحاً حق ہے۔ ہماری جانیں قربان ہوں ان طاہر وطیب ہستیوں پر۔ لیکن جہادی صاحب خود کو ان پاک ہستیوں کے برابر لانا چاہتے ہیں اور یہی ان کی بدنیتی کی دلیل ہے۔ چنانچہ یہ حدیث لکھنے کے فوراً بعد لکھتے ہیں۔ ''اولادِ رسولؐ کا ظہور ونزول مسجد میں ہوسکتا ہے'' جبکہ غیر فاطمی کیلئے ایسا ناممکن ہے۔ کیا جوازِ عقد کے قائلین اپنے بچوں کی پیدائش مساجد میں کرواسکتے ہیں؟۔ ہرگز نہیں''۔

ہمیں ڈر ہے کہ کسی روز جہادی صاحب یہ دعویٰ نہ کردیں کہ وہ خود بھی مسجد میں پیدا

ہوئے تھے۔

سادات پر غسلِ جنابت واجب نہیں

جہادی صاحب نے یہاں ایک اور مسئلہ بھی حل کر دیا چنانچہ مندرجہ بالا حدیث اور پھر اس پر اپنا قیمتی تبصرہ لکھنے کے بعد صفحہ ۳۵۵ پر بات کو یوں آگے بڑھاتے ہیں:۔

''تو پھر جن کے دروازے مساجد میں کھلنے کی اجازت نہ ہو اور حکم خدا سے بند کروادیئے گئے ہوں وہ اُن کے کفو کیسے ہو سکتے ہیں جو مساجد میں رہنے والے ہوں، جن کے وجودِ ذی جود ہی مساجد اللہ کہلاتے ہیں۔ اُن کا ہم کفو وہ ہرگز نہیں ہو سکتا جن پر غسلِ جنابت واجب ہو۔

توہینِ مومن

یہی وہ مسئلہ ہے جس نے ہمیں تحریص دلائی بلکہ ہمیں مجبور کردیا کہ ہم اُس زبان کو لگام ڈالیں جو مومنین کی توہین کرتی ہو اور انہیں گالیاں دیتی ہو۔ یہ مسئلہ کسی فرد یا چند افراد کا نہیں ہے بلکہ حقیقتاً یہ روحِ مذہب شیعہ کو تہس نہس کرنے کا ایک گھناؤنا منصوبہ ہے۔ ایک شرعی مسئلے کی آڑ لے کر نسلی تعصب پھیلانا اور موالیانِ اہلبیتؑ کو ذلیل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اصل مقصد کچھ اور ہے۔ وہ شیعہ جن کے بارے میں امام جعفر صادقؑ فرمائیں کہ ''تم آلِ محمدؐ کے شیعہ ہو، تم اللہ کی شرط ہو'' یعنی جو شیعانِ آلِ محمدؐ سے محبت نہ کرے اُس سے اللہ اپنی توحید کا اقرار بھی قبول نہیں کرتا، اُن کیلئے جو شخص مغلظات بکتا ہو وہ تو شرطِ توحید کو ہی پورا نہیں کرتا اور ایسے شخص کا کلمہ پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔

دین اور مذہب کی کُل حقیقت صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے تین باتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ اہلبیتؑ پر ایمان لانا، اُن کی معرفت حاصل کرنا اور اُن سے مودّت کرنا اور ان تین چیزوں کے مجموعے کا نام اللہ نے دین رکھا ہے۔ مومن وہی ہے جو ان تین باتوں پر عمل کرے، نہ کہ خود کو فضیلتِ اہلبیتؑ میں شریک کرنے اور پوری ملّتِ شیعہ کی گردنوں پر سوار ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ اگر ان تین چیزوں کو تو رسمی

اور ضمنی بنادیا جائے اور دین کا مقصد محض چند مخصوص لوگوں کونوازنا قرار دے دیا جائے تو یہ دین کو قتل کرنا ہے، خاص طور پر اس صورت جبکہ اس مخصوص طبقے کو تمام فرائض سے مبّرا قرار دے دیا جائے اور یہ اصول گھڑ لیا جائے کہ چاہے وہ اہلبیتؑ کی معرفت نہ رکھتا ہو، چاہے وہ اہلبیتؑ کا منکر ہو اور چاہے وہ اہلبیتؑ کا دشمن ہو لیکن تاجِ فضیلت بہر حال اسی کے سر پر سجا رہے گا۔

قبل اس کے کہ ہم وہ کانٹے چننا شروع کریں جو مومنین کے دلوں میں پیوست کر دیئے گئے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ آپ مراتبِ شیعہ کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھ لیں تا کہ آپ اُن الزامات اور اختراعات کا سنجیدگی سے احساس کر سکیں جن کا نشانہ مومنین کو بنایا گیا ہے۔

مراتبِ شیعہ

یہ محض چند نمونے ہیں ورنہ اگر شیعہ مذہب کی تفاسیر و احادیث کی سیر کی جائے تو فضائلِ شیعہ میں ایک بہت بڑا ذخیرہ نظر آئے گا۔ اللہ اور معصومینؑ نے اپنے شیعوں کے ہی قصیدے پڑھے ہیں اور اپنی دوستی اور دشمنی کا معیار شیعوں کو ہی بنایا ہے کہ جو شیعوں کو دوست رکھے وہ اہلبیتؑ کا دشمن نہیں ہے اور جو انہیں دشمن رکھے وہ اہلبیتؑ کا دوست نہیں ہے۔ اللہ و معصومینؑ کے اِن محبوب لوگوں کی توہین کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود اللہ و معصومینؑ کی توہین کرنا۔ یہاں ہم علامہ سید ہاشم بحرانی کی کتاب ''غایۃ المرام''

سے چند احادیث پیش کرتے ہیں تا کہ مقامِ شیعہ کا ایک اجمالی تصور کیا جاسکتے۔

ا۔صفحہ ۲۹،۳۰۔ جنابِ سلمانؓ فارسی بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔''میں قوسین کی حد تک یا اس سے بھی زیادہ اپنے رب کے قریب پہنچا تو مجھ سے میرے رب نے کلام کیا اور فرمایا کہ میں نے تمھیں اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا اور ان دو پہاڑوں کو علیؑ کے چہرے کے نور سے پیدا کیا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم، میں نے ان دو پہاڑوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کے ذریعے مومنین کی معرفت ہو (یعنی مومنین پہچانے جائیں) اور میں نے قسم کھائی کہ اس جسم پر جہنم حرام ہے جس میں محبتِ علیؑ ہو''۔

۲۔صفحہ ۴۰۔رسولؐ اللہ نے فرمایا۔''ملائکہ ہمارے نوکر بلکہ ہمارے محبّوں کے بھی نوکر ہیں''۔

ملائکہ جن لوگوں کے نوکر ہوں اُن لوگوں کو نیچ ذات اور شودر بنا دینا واقعی بڑی جراءت کی بات ہے۔

۳۔ یہ حدیث صفحہ ۴۳ سے شروع ہوتی ہے لیکن ہم اسے صفحہ ۴۵ سے نقل کر رہے ہیں۔ یہاں پروردگارِ عالم نبیؐ اکرم اور مولا امیرؑ المومنین سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے۔''تم ہمیشہ رہو گے اور فنا نہیں ہو گے کیونکہ تم ہی تو میرا چہرہ ہو بلکہ جو شخص تمارا محبّ ہو گا وہ بھی ہمیشہ رہے گا اور فنا نہ ہو گا''۔

۴صفحہ ۴۹۔اللہ تعالیٰ ملائکہ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔''اے ملائکہ تم گواہ رہنا کہ میں

نے تمھاری تسبیح اور تقدیس کا ثواب اس باعظمت بی بی (جناب فاطمۃؑ الزہراء) اوراس کے شیعوں نیز محبّوں کیلئے مختص کر دیا ہے''۔

۵۔ صفحہ ۵۰، ۵۱۔ امام جعفر صادقؑ بیان فرماتے ہیں:۔

حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا۔ ''الٰہی اِن نَو ائمہؑ کے پیچھے ایسے بے شمار انوار دیکھ رہا ہوں جن کو صرف تو ہی شمار کر سکتا ہے، یہ کن کے انوار ہیں؟''۔ تو فرمایا۔ ''اے ابراہیمؑ یہ ان ائمہؑ کے شیعہ ہیں اور علیؑ کے شیعہ ہیں''۔ اس مقام پر حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ ''میرے اللہ مجھے علیؑ کے شیعوں سے قرار دے''۔ تو اسی لئے اللہ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ علیؑ کے شیعوں میں سے ہیں''۔ (یہ وہی انوار ہیں جنہیں جہادی صاحب نے ظلمت سے تعبیر کیا ہے)۔

۶۔ صحہ ۱۱۳۔ امام جعفر صادقؑ اپنے آباءؑ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرمؐ نے مولا علیؑ سے فرمایا۔ ''یا علیؑ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسکین اور پریشان حال لوگوں کی ایسی محبت عطا فرمائی کہ آپؑ ان کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور وہ آپؑ کو امام سمجھتے ہوئے خوش ہیں۔ پس طوبیٰ ہے ان لوگوں کیلئے جو آپؑ کے محبّ ہوں اور معتقد ہوں۔ اور ویل ہے ان لوگوں پر جو آپؑ سے دشمنی اور آپ کی تکذیب کریں۔ یا علیؑ! آپ مومنوں کے امیر اور نورانیوں کے سردار ہیں اور آپ کے شیعہ جنت کے لئے چن لئے گئے ہیں۔ اگر آپؑ اور آپؑ کے شیعہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کبھی دین کو قائم نہ کرتا اور اگر زمین پر ان میں سے کوئی نہ ہوتا تو کبھی آسمانوں سے بارش نہ برستی''۔

یہ وہ اللہ کے پیارے ہیں جن کو جہادی صاحب نے گالیاں دی ہیں اور ان کو جگہ جگہ لعنت ملامت کی ہے جبکہ مندرجہ بالا کتاب کے صفحہ ۲۶۴ پر امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ ''اس بات سے بچو کہ تم کسی مومن پر لعنت کرو ورنہ وہ لعنت واپس تم پر آجائے گی کیونکہ لعنت کا مستحق مومن نہیں ہے''۔

اب ہم آپ کو وہ مغلّظات سنواتے ہیں جو جہادی صاحب نے مومنین کی شان میں اپنی کتاب کے تقریباً ہر صفحے پر نئے نئے ڈھنگ سے لکھی ہیں۔ اور جگہ جگہ ان کو ''صدقہ خور'' کہکر مخاطب کیا ہے۔

غیرِ سادات جہنّمی ہیں

۱۔ صفحہ ۹۱۔ ''کوئی امتی کلمہ گو یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ یقیناً جنت میں جائے گا لیکن اولادِ رسولؐ چاہے کیسی بھی ہو یہ دعویٰ کرسکتی ہے......لہٰذا ایک حتمی جہنمی ایک حتمی جنتی کا کفو کیسے ہوسکتا ہے؟''۔

آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ پہلے تو انہوں نے صرف اتنا کہا تھا کہ کوئی امّتی یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جنت میں جائے گا یا نہیں۔ یعنی وہ جنت میں جا بھی سکتا ہے اور نہیں بھی جاسکتا۔ لیکن بعد میں انہوں نے یہ فتویٰ صادر فرمادیا کہ ہر امّتی حتمی طور پر جہنمی ہے۔ یعنی وہ جنت میں جا ہی نہیں سکتا چاہے وہ مومن ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱ پر ایک بار پھر اپنے موقف کا شدّ ومد سے اظہار کرتے ہیں اور فرماتے

ہیں:۔

''مولائے صادقؑ نے فرمایا کہ جناب فاطمۃؑ الزھراء کی یہ عظمت ہے کہ اُن کی تمام اولاد پر آتشِ دوزخ حرام ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ زوجہ پر آتشِ جہنم حرام ہو اور شوہر پر جہنم میں جانا واجب ہو؟''۔

۳۔صفحہ۱۸۸۔

''پس اولادِ رسولؐ کا کفو وہی ہوسکتا ہے جو حتمی طور پر جنتی ہو۔ چونکہ غیر سادات کے جنتی ہونے پر کوئی حتمی دلیل موجود نہیں ہے اس لئے ایک جہنمی ایک جنتی کا کفو نہیں ہوسکتا''۔

۴۔صفحہ۲۷۰۔

''لہٰذا قانونِ فطرت کے تحت قانونِ قدرت کے مطابق ایک دائمی جہنمی ایک دائمی جنتی کا کفو نہیں ہوسکتا۔ جبکہ اولادِ رسولؐ ذریتِ علیؑ و بتولؑ کے حق میں قرآن و احادیث کے مطابق بخشش کی اسناد موجود ہیں اور غیر سادات کے متعلق کوئی باوثوق روایت، حدیث یا آیت موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے اس کے جنتی ہونے کا پتہ چلایا جاسکے۔

۵۔صفحہ۲۹۱۔

''جبکہ اولادِ زھراءؑ چاہے گنہگار ہوں یا مفلس، سب کے سب جنتی ہیں تو ایک شخص جس کے جنتی ہونے میں شک ہی شک ہو تو وہ ایسے کا ہم کفو کیسے ہوسکتا ہے جس کی تمام

اولاد ہی جنتی ہے“۔

۶۔صفحہ ۳۱۱۔

”اللہ تعالیٰ نے اولادِ رسولؐ کو رحمت اور برکات سے تعبیر کیا ہے۔ اس لئے ایک مادر پدر آزاد جہنمی اللہ کی رحمت اور برکات کو اپنا محکوم نہیں بنا سکتا“۔

۷۔صفحہ ۳۱۰، ۳۱۳ پر آنجناب وہ سب کچھ بھول گئے جو پہلے لکھ آئے تھے اور اب کچھ اور ارشاد فرما رہے ہیں اور اپنی گزشتہ باتوں کی خود ہی تردید فرما رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

”علل الشرائع ج ۱ صفحہ ۱۷۹، بحار الانوار ج ۸ صفحہ ۵۰، القطرہ ج ۲ صفحہ ۱۱۰۔

محمد ابن مسلم امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا۔ ”روز قیامت شافعِ محشر بنتِ رسولؐ اللہ حضرت فاطمہؑ زہراء جہنم کے دروازے کے پاس کھڑی ہو جائیں گی۔ اس دن ہر شخص کی دو آنکھوں کے درمیان لکھا جائے گا کہ وہ مومن ہے یا کافر۔ پس آپ کا وہ محبّ جس کے گناہ زیادہ ہوں گے، حکم دیا جائے گا کہ اسے جہنم لے جاؤ۔ حضرت سیّدہ اس کی آنکھوں کے درمیان محبّ لکھا ہوا پڑھیں گی تو فرمائیں گی۔ ”اے میرے معبود! اے میرے آقا! تو نے میرا نام فاطمہؑ رکھا ہے اور میرے وسیلے سے میرے محبّوں اور ذریت کو آتش جہنم سے جدا کیا ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے تو اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا“۔

غیر سادات حرامی النسب ہیں

ا۔صفحہ ۱۱۱۔

''ایک حرامی النسل اُس مخدرہ کا کفو کیسے ہوسکتا ہے جس کا اسمِ گرامی حرام اور حلال کی پہچان ہو''۔

۲۔صفحہ ۳۲۳،۳۲۴۔

''چونکہ بیوی بمنزلہ فرش ہے لہٰذا اگر بیوی عمدہ عالی نسب ہے اور شوہر رذیل بدنسب ہو تو اُس شوہر کو ایسا فرش جو عالی نسب ہو، نکاح کرنا حرام ہے۔لہٰذا عقدِ سیّد زادی اولادِ رسولؐ و بتولؑ عالی النسب ہیں اس لئے آپ کا عقد حرامی النسب رذیل خاندان سے نہیں ہو سکے گا بلکہ حرام مطلق ہوگا۔

اسلام و ایمان سے نا آشنا

صفحہ ۲۰۲ پر فرماتے ہیں۔

''جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا۔''اے زیاد! مومن صرف مومنہ عورت کا کفو ہے اور مسلم مسلمہ عورت کا کفو ہے''۔

اس کے بعد عرضِ مؤلف کے عنوان سے یوں اظہارِ رائے کرتے ہیں۔

''قارئین حیرانگی اس بات پر ہے کہ ایک مسلم کلمہ گو ایک مومنہ کا کفو نہیں ہوسکتا، تو پھر ایک غیر سیّد جو اسلام و ایمان کے مفہوم سے بھی آشنا نہیں ہے اولادِ رسولؐ علیؑ و بتولؑ کا

کفو کون سی میزانِ فقہ کے مطابق ہوسکتا ہے۔

غیرِ سادات تمثیلِ شیطان ہیں

صفحہ ۳۲۶،۳۲۷

''یہ جدِّ سادات کا شرف ہے کہ جن کی صورت میں شیطان نہیں آ سکتا تو پھر کوئی بھی تمثیل شیطان ان کا کفو مثیل یا نظیر کیسے ہوسکتا ہے............ ابو جہلوں، ابولہبوں، ابوسفیانوں کے شہر کو جدِّ سادات کی آمد نے ایسا رتبہ بخشا کہ اللہ نے اس شہر کی قسمیں اٹھائیں۔ انؐ کے زمانے کی قسم اٹھائی۔ خاکِ پاک کی قسمیں اٹھائیں۔ غیرِ سادات کی وجہ سے ایسی قسمیں قرآن میں کہیں نہیں اٹھائی گئیں۔ تو پھر ابوجہل اور بولہبانِ زمانہ، اولادِ ابوطالبؑ کے کفو ومثیل نہیں ہوسکتی............ لہٰذا جن کا ظہور بیت اللہ میں ہواانؑ کی اولاد کا کفو وہ نہیں ہوسکتے جو دھرم شالوں میں پیدا ہونے والے ہیں''۔

غیرِ سادات رذیل ابنِ ذلیل ہیں

صفحہ ۳۲۹۔

''قرآنِ مجید کو عام کتابوں کے نیچے رکھنا شرعی بے ادبی اور توہین کلام مقدس ہے۔ پس دختران آلِ رسولؐ بفرمانِ رسولؐ قرآن کے مساوی ہیں۔ جس طرح قرآن عام کتابوں کے نیچے رکھنا جرم ہے اسی طرح اولادِ رسولؐ کسی رذیل ابنِ ذلیل کے بستر کی زینت نہیں بن سکتی''۔

غیر سادات گھٹیا ترین مخلوق ہیں

صفحہ۳۳۶۔

''پس مخلوقِ اوّل، عقلِ اوّل، جن کا فرمانِ پاک ہے کہ ہمیں کسی پر بھی قیاس نہ کرو، ہمارا کوئی مثل و نظیر نہیں ہے۔ پھر ایسی مخلوق سے گھٹیا ترین مخلوق کا نکاح کیسے جائز ہوسکتا ہے''؟

غیر سادات خبیث ہیں اور شجرِ خبیثہ سے تعلق رکھتے ہیں

ا۔صفحہ۲۵۳''سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:۔''کبھی خبیث اور طیب برابر نہیں ہوسکتے چاہے تمھیں تعجب ہی کیوں نہ ہو کہ خبیث کثرت سے ہیں''۔آیۂ مجیدہ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ خبیث کبھی طیب کے برابر، ہم کفو، مثل یا نظیر نہیں ہوسکتا تو خلاّقِ مطلق نے طیّب کیلئے خبیث کو ناپسند کیا ہے۔جس طرح خبیث طیب کے برابر نہیں ہوسکتا اسی طرح کوئی خبیث کسی طیّبہ کا کفو نہیں ہوسکتا لہٰذا ایسا نکاح قطعی حرام ہے''۔

اس کے بعد صفحہ۲۵۴ پر بہت تفصیل سے ''خبیث'' کے معنی لکھے ہیں تا کہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ چنانچہ المنجد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ خبیث کے مندرجہ ذیل معنی ہیں:۔

''ناپاک۔ پلید۔مکّار ہونا۔انتہائی برا جو بروں کے ساتھ رہتا ہو۔برائی کرنا اور اس پر عمل کرنا۔لوہے کی مَیل ۔بدکار عورت ۔نجس۔ناپاک و نجس۔پیشاب و پاخانہ۔سببِ

فسادؔ‘‘

۲۔صفحہ۲۵۶

’’سورۂ ابراہیم آیت ۲۴میں ارشاد ہوتا ہے:۔’’اے نبیؐ کیا آپؐ نے دیکھا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کی مثال سے شجرہ طیبہ کو بیان کیا ہے۔کلمۂ طیبہ بھی اس شجرہ طیبہ کی طرح ہے جس کی جڑ ثابت اور قائم رہنے والی ہے اور اس کی شاخیں آسمانوں میں ہیں‘‘۔اسی صفحے پر سورۂ ابراہیم آیت ۲۶ بھی نقل کی گئی ہے جس میں ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔’’بالکل اسی طرح خبیث کلمہ بھی خبیث شجرہ کی طرح ہے جو کسی زمین کے اوپر ہے اور اوپر ہی اوپر چل کر کھڑا ہوتا ہے۔اس کیلئے استحکام وقیام میں استقلال نہیں ہے‘‘۔

۳۔صفحہ۲۵۷

’’اب اللہ تعالیٰ نے دونوں کلمے دونوں شجرے بیان فرما کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ خبیثہ شجرے سے واسطہ رکھنے والے طیبہ شجرے کے کفو نہیں ہو سکتے۔اب قائلینِ جواز پہلے یہ ثابت کریں کہ کیا ان کا تعلق شجرۂ طیبہ سے ہے یا خبیثہ سے؟۔چونکہ وہ شجرہ، تفاسیرِ آلِ محمدؐ کے مطابق، محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔وہ شجرۂ طیبہ پاک رسالتِ مآب اور شاخیں اولادِ رسولؐ میں ہیں۔لہٰذا شجرۂ خبیثہ کا کوئی ثمر شجرِ طیبہ کی مثل نہیں ہوسکتا............ چنانچہ قرآنی اور رحمانی فیصلے کے مطابق اولادِ رسولؐ خدا یعنی دخترانِ زہراءؑ کا کفو غیر سیّد غیرِ اولادِ رسولؐ ہو ہی نہیں سکتا‘‘۔

معاملہ بالکل صاف ہوگیا کہ سادات شجرۂ طیبہ اور غیر سادات شجرۂ خبیثہ سے تعلق رکھتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)۔

دعوتِ فکر

یہاں اِس مقالے کا اختتام ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مقصد حاصل نہیں ہوگا جب تک اس پر غور و تدبر نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ دعوتِ فکر ہے تمام مومنین کیلئے، خواہ وہ سادات ہوں یا غیر سادات، کہ وہ دیکھیں کہ غیر سادات کو جو جو القابات جہادی صاحب نے عطا فرمائے ہیں وہ تمام غیر سادات کیلئے ہیں کیونکہ اس میں کوئی استثنٰی موجود نہیں ہے۔ مومنینِ کرام صرف اتنا غور فرمالیں کہ غیر سادات میں کون کون عظیم ہستیاں شامل ہیں، ایسی ہستیاں جن کو ہر مومن اپنے سر کا تاج سمجھتا ہے۔ ہم ان کا نام لیکر گنہگار نہیں ہونا چاہتے اس لئے ہم نے خود کو صرف دعوتِ فکر تک محدود رکھا ہے۔ اگر آپ نے سنجیدگی کے ساتھ غور فرمایا اور وہ مقدس نام آپ کے ذہن میں آگئے تو آپ یقیناً معاملے کی تہہ تک پہنچ جائیں گے اور جان لیں گے کہ جہادی صاحب کا اصل مقصد کیا ہے۔

وما علینا الاّ البلاغ